رسالہ اوم دہلی

...اری شک ۱۹۳۲ء

قیمت
فی پرچہ
سہ ماہہ

اوم دہلی

ممالک غیر سے ۲/۸/۰ روپیہ

مہایوگی

ہندو دہرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ
... ور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست سچ...
... یں ہے۔ تو تو میرے دل کی باتیں...
خواہش رکھتے...

الگو...



رسالہ اوم دہلی

…اری شدہ ۱۹۳۷ء

قیمت
فی پرچہ
آٹھ آنہ

ممالک غیر سے ۸/۴/۰ روپیہ

"اوم" دہلی

مضامین بابت ماہ جولائی ۱۹۶

مہایوگی …

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ … ور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست … نہیں ہے۔ تو تو میرے دل کر بانٹ … خواہش رکھئے …

تعریف

بھگوان شری و...

از برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج

ادم اکھر برہم بتایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
ارتھ اس کا خوب گھٹایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
بندے سے ہو ہم بنایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
یکتی سے بند ہٹایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
مکتی کا راہ دکھایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
بندھن کا بھرم گوایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
ویدوں کا سار سنایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
جیو۔ایشر بھید اڑایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
دوئی کا ٹیٹل اٹھایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
ایکو ہی اک بر گٹایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
سر کال کا خوف چکایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
بھرم آواگون مٹایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
گیتا پرچار کرایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
بے کرم یوگ سکھلایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
ہو گورا پدیش سنایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
مایا کو متھیا گایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
درشش مایا روپ دکھایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
تو درشٹا ست بتایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
یہ سب اُپکار کرایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
سوتوں کو آن جگایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
اک ایکا سبق پڑھایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے
ست ہی گوبند دکھایا جی!	کس نے؟	شری ویاس نے

مہا یوگی ر...

ہندو دھرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے۔ بلکہ...
ور دیا گیا ہے۔ اس میں زبردست...
...میں ہے۔ تو تو میرے دل کر...
خواہش رکھے...

...پوجا

مرشد کے پاک قدموں میں شکرانہ

از قلم شری ہری پورن آنند پورن رشی کیش

۱۔ میں قرباں ساقئ وحدت بنایا جس نے دیوانہ
چھڑایا جسم و جاں سے ہے بتایا مجھکو جانانہ

۲۔ کہاں تھا رنج و کلفت سے میں گھبرایا پڑا تھا
ہوں ہر حالت میں یکساں اب ہے ہر دم میخانہ

۳۔ زمانہ کہا رہتا تھا کہیں اک بوند مل جائے
لبالب اور چھلکتا ہے نہ اب خالی ہو پیمانہ

۴۔ یہ رمز راز کہنہ کو بتاتے یوں تھا فرمایا
طلسمی کھیل ہے دنیا کہیں ہو گا نہ اب کھانا

۵۔ قدم ساقی کے چھو کر کہوں کیا دل کی حالت کو
ہے اڑتی قطرگی میری ہوں بنتا بحر فرزانہ

۶۔ مسرت مجھے ملی جب کہ یہ جسم و جان و دل سب کچھ
قدوم پاک ساقی میں کئے ہیں پیش نذرانہ

۷۔ یہ مستی بیخودی کی اب یہاں تک رنگ ہے لائی
نہ اپنا ہی رہا کوئی نہ رہا کوئی بیگانہ

۸۔ سرور علم و مستی سے ہوا مخمور ہوں یاں تک
نہیں ہے یاد تک رہتا کہیں آنا کہیں جانا

۹۔ نظر آتا ہوں چلتا اور پھرتا گو زمانے میں
لئے پھرتا جسم کو ہے یہ اسکا آب اور دانہ

۱۰۔ مٹے گئے توحید قرباں عجب حالت ہوتی طاری
یہ غیریت ہے کچھ باقی کسی سے اب نہ یارانہ

۱۱۔ تیرے احسان کا ساقی صلہ کچھ دے نہیں سکتا
سخن کے چند پھولوں کا ہوں کرتا پیش شکرانہ

۱۲۔ ہے بندوں کی دعا دل سے تیرے بار میں پورن
رہے آباد ساقی تیرا برسوں یہ میخانہ

گوروجنوں کے امر

بھگوان ویدویاس

بعض کرم دھرم کے خلاف نظر آتے ہیں لیکن ان کے کرنے والے کو پاپ نہیں لگتا۔ اگر کسی کی جان جھوٹ بولنے سے بچتی ہو تو وہ جھوٹ سچ بولنے سے زیادہ بہتر ہے۔ جیسے کوئی گائے قصائی سے چھٹکارا پاکر بھاگ گئی ہو۔ اور قصائی کسی شخص سے پوچھے کہ گائے کدھر گئی۔ تو اگر وہ سچ بولا جائے تو گائے کی جان جاتی ہے، اس لئے ایسا سچ گناہ عظیم ہوگا۔ اور جھوٹ پنیہ۔ برہمن کی تعظیم کرنا پنیہ ہے۔ لیکن جو برہمن ناستک ہو، شاستروں کے وردھ چلتا ہو۔ آچار بھرشٹ ہو جاوے اس کی تعظیم نہ کرنا گناہ میں داخل نہیں ہے۔ درخت کٹوانا گناہ ہے۔ مگر گئووں کے لئے جنگل کٹوانا گناہ نہیں ہے۔ دان پنیہ اور ایشور آرادھنا سے پاپ نشٹ ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ آئندہ کے لئے ایسا پاپ نہ کیا جاوے۔ گائیتری کا جاپ گنگا کے تٹ پر یا کسی مندر میں بیٹھ کر کرنے سے تمام پاپ دور ہو جاتے ہیں اور فیاضانہ دان کرنے والا بھی گناہوں سے رہائی حاصل کر لیتا ہے۔ شری ہری کے مندر میں جاکر درشن کرنے سے بھی پاپ دور ہوتے ہیں جو جپ اور تپ کرنے والے ہیں، جن کو آتم گیان ہو چکا ہے۔ نیز جو ویدوں کا پاٹھ کرتے ہیں ان کا درشن تیرتھ کا سا ثمر رکھتا ہے۔ گرہستی کے لئے واجب ہے کہ وہ دیوتاؤں۔ رشیوں، مہمانوں اور بزرگوں کو بھوگ لگاکر کھائے۔ رقاص۔ بازی گر مسخرے۔ شرابی چور اور چغلخور کو خیرات نہ دے۔ نیز جو براہمن ودیا ہین ہے۔ بد اخلاق ہے دغاباز ہے۔ اس کو دان نہیں دینا چاہیئے وہ بغیر پانی کے کنوئیں کی طرح ہے۔

جگت گورو بھگوان شنکر اچاریہ جی

اے منش! دھن کی ترشنا چھوڑ۔ سنتوش کو گرہن کر۔ استری پتر۔ دھن مکان۔ ان میں سکھ کی آشا مت کر۔ یہ تمام پدارتھ ناشوان ہیں۔ کام کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار کا تیاگ کر۔ اور میں کون ہوں۔ اس پرکار آتما کی کھوج کر۔ آتم گیان سے رہت منش جنم مرن کے چکر سے کبھی چھوٹ نہیں سکتا۔ تجھ میں۔ مجھ میں۔ سبھی ستھانوں میں۔ تمام وستوؤں میں ایک ہی سرب ویاپک وشنو پرماتما موجود ہے۔ ایسا نشچے کر۔ یاد رکھ کہ وشنو کے سوائے اور کوئی وستو ہے ہی نہیں۔ اس لئے ابھید بدھی روپ اودیا کا تیاگ کر۔ یوگی برہم نشٹھ گورودیوں کے اپدیش انوسار بڑی ہی سادھنا سے پرانا یام اور پرتیاہار کا ابھیاس کر اور نتیہ انتیہ وستو کا نرنتر وچار کر اور جاپ سہت سمادھی کا بھی وہاں پر تین (پوری ایستھتی) سے سمپادن کر۔ شروتری برہم نشٹھ سد گورودیوں کے چرن کملوں کا اننیہ بھگت بن۔ بڑی ہی شردھا کے ساتھ ان کے سدا پدیش گرہن کر اور شیگھر ہی اس اسار سنسار کے موہ نمتا کے بندھنوں سے مکت ہو جا۔ شواس رکھ اندریوں اور من کے سنیم سے۔ ایکاگرتا سے۔ تو اپنے ہردے میں ساکھشی درشٹا روپ سے رہنے والے اُس سویہ پرکاش شدھ آتما بھگوان کا ساکھشات کار کرلے گا۔

مہا یوگی شری اروند گھوش

ہندو دہرم وہ نہیں جو نظر آتا ہے ۔ بلکہ ہندو دہرم ویدانت کے زبردست سدھانت پر مبنی ہے اور گیتا میں جس پوگ پر بار بار زور دیا گیا ہے ۔ اس میں زبردست سچائی ہے ۔ میری ایشور سے پرارتھنا ہے ۔ کہ اے پرماتما ! اگر تیری ہستی ہے اگر تیرا وجود کہیں ہے ۔ تو تو میرے دل کو جانتا ہے ۔ تو جانتا ہے کہ میں مکتی نہیں چاہتا ۔ میں ایسی کوئی چیز نہیں مانگتا جن کی اور لوگ خواہش رکھتے ہیں ۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں ۔ کہ تو مجھے اس جاتی کو اس قوم کو اونچا اٹھانے کی شکتی دے ۔ میں یہی چاہتا ہوں کہ میں اپنے دیش باسیوں کی سیوا کرنے کے لئے زندہ رہوں ۔ مجھے ان سے بہت پیار ہے اور میں اپنی زندگی ان کے ارپن کرنا چاہتا ہوں ۔

نہیں بہتر ریاضت کوئی بندوں کی بھلائی سے

مہاتما گاندھی

میرا یوگ ابھیاس تو کیول رام نام ہے ۔ یہ میری سنجیونی بوٹی ہے ۔ میرے پران کا بھی پران ہے ۔ اس کے بنا میں زندہ نہیں رہ سکتا ۔ یہ میرے آتما کا ہی نہیں ۔ بلکہ شریر کا بھی آہار ہے ۔ ہمیں شریر اپنے آپ کو پہچاننے کے لئے ملا ہے ۔ اپنے کو پہچاننا ہی ایشور کو پہچاننا ہے ۔ اس پہچان کو جس نے اپنی زندگی کا اصول بنایا ہے ۔ وہ رام نام کا سمرن نہیں چھوڑ سکتا ۔ دن رات رام نام کا جاپ ہونٹ ہلا کر ہی نہیں ۔ بلکہ سارے شریر کو اس میں تنمے کر کے ہوتا رہے ۔ ساتھ ہی پوتر ۔ سدبھاو اور سوارتھ تیاگ اور سیوا پر پورا دھیان رہے ۔ تو ایشور کا روپ ہونے کے لئے اس سے بہتر سادھن نہیں ۔ میرا دوسرا یوگ ابھیاس بھگوت گیتا کی شرن اور تلسی رامائن کا سوادھیائے ہے ۔ گیتا کو میں ماتا سمجھتا ہوں ۔

سوامی شوانند سرسوتی

اصل میں ایک ہی چیز ہے ۔ جس کا وجود ہے ۔ صرف ایک ہی برہم یا پرماتما ہے ۔ جو ست ہے ۔ وہ ایک رس ہے ۔ وہ شدھ چیتنیہ گیان ہے ۔ گیان برہم کی صفت نہیں بلکہ اس کا سروپ ہے ۔ برہم وچار کرنے والی ہستی نہیں ۔ بلکہ خود وچار ہے وہ سروگیہ نہیں بلکہ خود گیان ہے ۔ وہ سروشکتیمان نہیں بلکہ خود شکتی ہے ۔ وہ سب سے سندر نہیں بلکہ خود سندرتا ہے ۔ وہ صفتوں یا گنوں سے بالکل مبرا ہے ۔ جو بھی گن تصور کئے جا سکتے ہیں ۔ وہ اس میں نہیں ۔ بلکہ وہ ان میں ہے ۔

گورو ارجن

سو پنڈت جو من پربودھے　　رام نام آتم میں سودھے
رام نام سار رس پیوے　　اس پنڈت کے اپدیش جگ جیوے
ہری کی کتھا ہردے بساوے　　سو پنڈت پھر جونی نہ آوے
بید پران سمرتی بوجھے مول　　سوکھشم میں جانے استھول
چہو ورنا[1] کو دے اپدیش　　نانک اس پنڈت کو سدا آدیش

[1] ورنا = چار ورن ۔ براہمن ۔ کھشتری ۔ ویش ۔ شودر ۔

سوامی گوبند آنند جی

(۱) جب تک دیہہ واسنا (شریر کا بناؤ سنگار) لوک واسنا (لوگ خوش رہیں۔ اور مان بڑائی ہو) اور شاستر واسنا (شاستروں کے زیادہ پڑھنے سننے کی خواہش) تینوں کو نہ چھوڑا جائے۔ تب تک من کا اٹھنا بند نہیں ہوتا۔

(۲) جب تک دل میں دنیا کا راگ دویش اور گذارہ کا فکر بنا ہوا ہے۔ تب تک پرماتما کی طرف پورے طور پر چیت نہیں لگتا۔

(۳) جب تک دیہہ میں ہنگتا اور پدارتھوں میں اور سمبندھیوں میں ممتا بنی ہے۔ تب تک راگ دویش اور فکر پیچھا نہیں چھوڑتے۔

(۴) جب تک وشیوں اور پدارتھوں کو ست مان کر سکھ روپ سمجھا جاتا ہے۔ تب تک ان کی خواہش کبھی دور نہیں ہوتی۔

(۵) جب پرش کے من میں دنیا اور دنیاداروں کی طرف سے مستقل اور پورا ویراگ اور پرماتما کے ملنے کا پورا پریم ہوتا ہے۔ تب ہی تھوڑی کوشش کرنے پر باقی شم دم آخری ضروری سادھن بھی اکٹھے ہو جاتے ہیں جس سے انتہ کرن شدھ ہو کر پرش پورا ادھکاری بن جاتا ہے

(۶) ایسی حالت میں جب یہ ادھکاری پرش وچار کرتا ہے کہ دو پدارتھوں موجودہ یعنی درشٹا اور درش میں سے میں کیا ہوں۔ تب اُس کو ثابت ہو جاتا ہے کہ میں سب کا دیکھنے اور جاننے والا ہوں۔ اسی سبب درشٹا چیتن ہی ہوں۔ میرے سوا من بدھی سے لے کر تمام سنسار درشیہ جڑ ہے۔ لیکن یہ بات بذریعہ گورو ہی پورے طور پر سمجھ میں آ سکتی ہے۔

(۷) تمام درشیہ جڑ ہی نہیں۔ بلکہ است بھی ہے کیونکہ وچار سے اس کا وجود یعنی (ستّا) پایا نہیں جاتا اور میں ایک ہی ست ہوں جیسے تمام لہروں اور بلبلوں کا پانی ہی ستّا روپ ہوتا ہے۔

(۸) جو تمام درشیہ است جڑ ہوئی اور ایک درشٹا ہی ست اور چیتن نکلا۔ جو آپ کا اصل اپنا آپ ہے۔ تو پھر دویت کہاں رہ سکتی ہے۔

جب آپن آپ آپ پار برہم
تب موہ کہاں کس ہووت بھرم

سنت کبیر جی

سانس سپھل سوئی جانیئے۔ ہری سمرن میں جائے
اور سانس یونہی گئے۔ کر کر بہت اپائے

گورو سیوا تے بھگت کمائی — تب ایہہ مانش دیہی پائی
اس دیہی کو سمریں دیو — سو دیہی بھج ہر کی سیو
بھجو گوبند بھول مت جاؤ — مانش جنم کا ایہی لاہو
جب لگ جرا روگ نہیں آیا — جب لگ کال گرہی نہیں کایا
جب لگ بکل بھئی نہیں بانی — تب لگ بھج من سارنگ پانی
اب نہ بھجس بھجس کب بھائی — آوے انت نہ بھجیا جائی
جو کچھ کریں سوئی اب سار — پھر پچھتائے نہ پاؤ پار
ایہی تیری اوسر ایہی تیری بار — گھٹ بھیتر تو دیکھ وچار
کہت کبیر جیت کے ہار — بہو بدھ کہیو پکار پکار

رام سندیش

(ہمالہ کے برفانی آسن سے)

ارے خوفناک نسیان کے شکار! اپنے آپ کو مت بھولو تمہیں بھٹک دار پھول توڑنے کی ضرورت نہیں۔ جہاں کہیں پھول کھل رہا ہے۔ وہیں تم موجود ہو۔ تم آپ ہی بھنور ہو۔ پھول میں تمہاری ہی میٹھی سگندھی ہے۔ بادشاہ کی جھنجھناں تمہاری اپنی ہیں جس کی فریفتگیاں تمہاری اپنی ہیں۔ سونے اور ہیرے کی چمکیلی کرنیں تمہاری اپنی ہیں۔ کیوں اور کس لئے فضول خواہشات رکھتے ہو؟ سب کے ساتھ اپنی وحدت کو پہچانو! پرماتما کے ساتھ اپنی یکتائی کو محسوس کرو۔ تم وہی کرشن دیو" ہو۔ جو ایک ہی وقت میں سینکڑوں گوپیوں کے ساتھ ہاتھ میں ہاتھ ملانا چاکرتا تھا بیمندر میں اور شاہی محل میں۔ باغ میں اور جنگ کے میدان صحرائی میں۔ ہر ایک پرائیویٹ کمرے میں تم یکساں طور پر موجود ہو۔

رام سب سے اونچے پہاڑ کی چوٹی سے للکار کر کہتا ہے۔ تم جو کمزوری اور ناداری کے شاکی ہو رہے ہو۔ دراصل سرو شکتیمان بھگوان ہو۔ خود رام ہو۔ اپنے آپ کو اپنے خیال میں مقید مت کرو۔ جاگو جاگو، اپنی نیند اور خواب دنیا کو پرے جھاڑ پھینکو تم کس لئے مصیبت اور بے کسی کے مارے رینگتے پھرتے ہو۔ جب کہ سب کچھ تم ہی تم ہو اور تمہارے سوا کوئی دوسرا ہے ہی نہیں اوہ! آتم گیان میں جاگو۔ پھر سب غم والم کافور ہو جائیں گے۔ تم آپ سارے آنند کا سار ہو۔ ساری خوشیوں کی روح ہو۔ کون ہے جو تمہارا بال بھی بیکا کر سکے؟

رام کی خاطر اپنے آپ کو پہچانو۔ کیوں دیر لگاتے ہو، آتما کو ایسا پہچانو جیسا کہ پہچاننے کا حق ہے کیا تم دن رات لگاتار سرگرمی اور انتھک کوشش کے ساتھ خوشی کی تلاش میں لگ کر ہمیشہ ناکام نہیں ہو رہے ہو؟ اپنے آپ کو مورکھ مت بناؤ۔ محسوسات میں آنند مت ڈھونڈو۔ اور حواس کے بہکائے ہوئے باہر کی بیسود تلاش چھوڑ دو

امرت کا سمندر تمہارے بھیتر موجود ہے۔ سورگ آج تمہارے اندر ہے۔ تم تو امرت کے امرت ہو۔ اپنے من اور جگت کو پرماتما کے انوبھو میں گلا دو۔ ذرا اپنی ننھی خودیوں کو آنند بھری دیوانگی کے حوالے کر دو۔ میرے عزیزو۔ تم اس فانی جسم کے لئے کیوں اتنے فکر مند ہوتے ہو۔ اس امانتِ دستورِ جسم کے متعلق ایکبار بھی نہ سوچو کہ اسکا کیا حال ہو گا۔ رشتوں کا وہم دل سے نکالدو۔ وہ آنکھیں جاتی رہیں جو خدا کو نہیں دیکھتیں۔ اس دل پر حیف ہے جو خواہشات کی مرض میں مبتلا رہتا ہے اپنی اصلی اور سچی پوزیشن کو کبھی نہ چھوڑو اپنی کشتی میں صرف ایک پرماتما کو لے کر اور سب کچھ جانے دو۔ ہاں جلے کنارہ جاتے ننھی خودی جائے بادبان اہاں ایشور پریم کی آندھی چلے اور انسانی ہستی کی کمزوری کشتی کے کمزور اور سیاہ روئی کے بادبان کو بہا کر "پرماتم انوبھو" کے سمندر میں پہنچا دے خوش ہے وہ جو اس سورگی مستی میں ڈوب گیا ہے، مبارک ہے، وہ جو اس الہی دیوانگی کے نشے میں چور ہو چکا ہے۔ عابد ہے وہ جو دنیا کی طرف سے بے خبر ہو کر آتم آنند میں مگن ہو گیا ہے

(سوامی رام)

شراب وحدت

از قلم لالہ دریا کشن صاحب وکیل

اک ہے شراب وحدت پی کر کے مست ہو جا
اصلی نشہ یہی ہے باقی شراب کیا ہے

دنیا جو رو رہی ہے رنج و محن سے عاجز
خود کردہ کی سزا ہے اس میں عتاب کیا ہے

خلق خدا کے بندے ہر روز مر رہے ہیں
پھر بھی یہ من دمائی اس کا جواب کیا ہے

جب تک انانیت کی بو ہے ذرا بھی باقی
تب تک نظر نہ آوے زیر نقاب کیا ہے

مکھڑا دکھانا اپنا تا کہ جگت ہو سپنا
"ہر دم کی ہمنشینی پھر یہ حجاب کیا ہے"

شکل اور نام دو میں دنیا یہ منقسم ہے
ہے خواب کی سی حالت اس کا حساب کیا ہے

ہر رنگ میں رنگا ہے ہر پھول میں بسا ہے
رنگ انار کیا ہے بوئے گلاب کیا ہے

معلوم و علم و عالم سب ایک ہی تو ہے وہ
ذات احد ہے قائم بس اور حباب کیا ہے

ویراگ بھی بڑھے گا گھر بار بھی چھٹے گا
سب رفتہ رفتہ ہوگا اس میں شتاب کیا ہے

گیتا کو پڑھتے رہنا ورد زباں بھی کرنا
وہ گیان کی ہے کنجی فصل اور باب کیا ہے

گرو کی دیا سے ہوگا تجھ کو یقین واثق
جب تک یقین نہ ہووے وید اور کتاب کیا ہے

مہاتما گاندھی کے زریں خیالات

سچ کی پوجا

میں اس پرماتما کی پوجا کرتا ہوں۔ جو لاکھوں بے زبان لوگوں کے دلوں میں رہتا ہے۔ خواہ وہ اس کی موجودگی کو محسوس نہ کرتے ہوں۔ لیکن میں ضرور کرتا ہوں۔ اور میں ان لاکھوں انسانوں کی خدمت سے پرماتما جو سچ ہے کی پوجا کرتا ہوں۔
ایشور کی ہستی سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ خواہ ساری دنیا ہی اس کی ہستی سے انکار کرتی ہو۔ اسی طرح خواہ عوام سچ کے وجود سے انکار کرتے ہوں۔ سچ کو جھٹلایا نہیں جا سکتا۔ سچ اپنے ہی سہارے کھڑا رہتا ہے۔ سچ کی تلاش ہی ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہیے۔ ہماری تمام سرگرمیاں سچ پر ہی مرکوز ہونی چاہیئیں۔ سچ ہی ہماری زندگی کا دارومدار ہونا چاہیئے۔ سچ کے بغیر ہماری زندگی کا کوئی فائدہ یا اصول کامیاب نہیں ہو سکتا۔
ایشور سچ ہے یا سچ ہی ایشور ہے۔ سچ یعنی ایشور کی مدد سے ہم دنیا کے تمام مسائل اچھی طرح سلجھا سکتے ہیں۔

بھگت کی تعریف

جو کسی سے نفرت نہیں کرتا۔ جو دوسروں کو فیض پہنچانا اپنا فرض سمجھتا ہے۔ جو خود غرض نہیں ہے۔ جو اپنی بڑائی نہیں کرتا۔ جسے سکھ دکھ گرمی سردی برابر ہیں۔ جو دوسروں کے عیب معاف کر دیتا ہے۔ جو ہمیشہ صابر ہے جس کے ارادے کبھی بدلتے نہیں۔ جس نے سب کچھ ایشور کے سپرد کر دیا ہے جس سے لوگ گھبراتے نہیں۔ جو لوگوں سے خوف نہیں کھاتا۔ جو پاک ہے۔ جو فعل کرتا ہوا بھی فعل کے نقائص سے آزاد ہے۔ جو بھلے برے کا ترک کر دیتا ہے۔ جو دوست اور دشمن کو برابر سمجھتا ہے۔ جو مان اپمان کی پرواہ نہیں کرتا۔ جسے تعریف سے خوشی اور شکایت سے نفرت نہیں ہوتی۔ جو خاموش رہنا پسند کرتا ہے۔ جسے گوشہ نشینی سے محبت ہے۔ اور جسے دائمی سرور حاصل ہے۔ وہی بھگت ہے۔

ہندو دھرم

ہندو دھرم ایک زندہ دھرم ہے۔ اس میں بھرتی اور کھوٹ آتی ہی رہتی ہے۔ وہ دنیا کے اچھے اصولوں پر عمل کرتا ہے۔ بنیادی طور پر وہ ایک ہی ہے۔ لیکن درخت کی طرح وہ مختلف قسم کا ہوتا ہے۔ ہندو دھرم گنگا کا بہاؤ ہے۔ اصل میں وہ صاف ہے راستے میں اس پر میل چڑھتا ہے۔ پھر بھی جس طرح گنگا کا پانی ہمارے لیے ہر طرح مفید ہے۔ اسی طرح ہندو دھرم بھی ہمارے لئے فائدہ مند ہے۔ ہندو وہ ہے۔ جو ایشور میں یقین رکھتا ہے۔ آتما کے دائمی ہونے، مسئلہ تناسخ۔ افعال کی بندش اور نجات میں یقین رکھتا ہے۔ اور اپنی روزمرہ کی زندگی میں سچ اور عدم تشدد پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ گائے کی حفاظت کرتا ہے اور ورن آشرم دھرم کو سمجھتا ہے۔ اور اس پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔

ورن آشرم دھرم دُنیا کو ہندو دھرم کا ایک لاثانی تحفہ ہے۔ ہندو دھرم نے ہمیں خوف سے آزاد کر دیا ہے۔ اگر ہندو دھرم میرے سہارے کو نہ آتا۔ تو میرے لئے خود کشی کے سوائے اور کوئی چارہ نہیں تھا۔ مَیں ہندو اس لئے ہوں کہ ہندو دھرم ہی وُہ چیز ہے جو دُنیا کو زندہ رہنے کے لائق بناتا ہے۔

بھگوت گیتا اور تلسی رامائن سے مجھے بڑی تسکین حاصل ہوتی ہے۔ میرے دل پر ان دو کتابوں کی گہری چھاپ ہے۔

مَیں اپنے آپ کو سناتنی ہندو کیوں کہتا ہوں

۱۔ مَیں ویدوں۔ اُپنشدوں۔ پرانوں اور دُوسرے ہندو گرنتھوں میں یقین رکھتا ہوں۔ مَیں اوتار فلاسفی اور مسئلہ تناسخ میں بھی اعتقاد رکھتا ہُوں۔ (۲) مَیں ورن آشرم دھرم کو خالص ویدک طریقہ سے مانتا ہوں۔ لیکن مَیں آج کل کے روایتی اور ادھورے ورن آشرم دھرم کو ہرگز تسلیم نہیں کرتا۔ (۳) آج کل جس طریقہ سے گائے کی حفاظت کی جاتی ہے مَیں اس سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے گائے کی حفاظت کرنے میں یقین رکھتا ہُوں۔ گائے کی حفاظت ہندو دھرم کا ایک مرکزی اصول ہے۔ گائے کی حفاظت میرے نزدیک تمام بنی نوع انسان بلکہ تمام جانداروں کی حفاظت ہے۔ گائے کی حفاظت ہندو دھرم کی طرف سے دنیا کے لئے بیش بہا تحفہ ہے۔ جب تک ہندو گائے کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ ہندو دھرم زندہ رہے گا۔ (۴) مَیں مورتی پوجا کے خلاف نہیں ہُوں۔

ہندو دھرم ایک پرانا دھرم ہے اور اس میں دنیا بھر کے دھرم سما سکتے ہیں۔ ہندو دھرم میں دنیا کے بڑے بڑے اولیاؤں اور پیغمبروں کی جگہ ہے۔ یہ کوئی تبلیغی مذہب نہیں ہے۔ اگرچہ اس میں بڑی بڑی قومیں جذب ہو گئی ہیں۔ لیکن یہ کسی تبلیغ کا اثر نہیں۔ بلکہ یہ ایک ہندو دھرم کی خاصیت ہے۔ ہندو دھرم ہر ایک کو اپنے دھرم یا عقیدہ کے مطابق خدا کی پرستش سکھلاتا ہے۔ اس لئے اس کے اندر سب مذہبوں کے تئیں رواداری اور یگانگت کا ہونا ضروری ہے۔

جس طرح چھوت چھات ہندو دھرم کے ماتھے پر ایک ہزار بدنما دھبہ ہے اسی طرح جانوروں کی قربانی بھی ایک لعنت ہے۔ میری نظر میں کالی دیوی پر بکروں کی قربانی ایک غیر مذہبی فعل ہے۔ اور مَیں اُسے ہندو دھرم کا حصہ تسلیم نہیں کرتا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ کسی زمانے میں جانوروں کی قربانی کا رواج تھا۔ لیکن مَیں اسے دھرم خیال نہیں کرتا اور یہ ہندو دھرم کبھی بھی نہیں ہو سکتا۔

زندگی کا مقصد

زندگی کا ایک مقصد ہے اور وہ ہے۔ اپنے پیدا کرنے والے سے روحانی تعلق پیدا کرنا یا اُس کے لئے کوشش کرنا۔ اپنی کمزوریوں یا خامیوں کے سبب ہمیں اس معیار سے نیچے نہیں گرنا چاہیئے۔ مجھ میں کمزوریاں یا خامیاں دونوں ہی ہیں۔ مجھے ان کا دکھ بھی ہے۔ لیکن مَیں اپنی کمزوریوں اور خامیوں کو دور کرنے کے لئے ہمیشہ پرارتھنا سے کام لیتا ہُوں اور مجھے یہ اپدیش گیتا سے ملا ہے۔

رام نام کا اثر

آپ کے لئے میرے لئے اور جو سمجھیں اُن سب کے لئے رام نام تو رام بان دوا ہے۔ رام نام پاکیزہ اور صحت در انسان کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ ہمارے جیسے پاپی اور بیمار لوگوں کے لئے ہے۔ اس لئے کوئی پھل ملے یا نہ ملے ”رام نام“ کی رٹ تو لگی ہی رہنی چاہیئے۔ اگر رام نام کی یاد سچے دل سے کی جائے تو اس سے ضرور ہی روحانی سرور حاصل ہوتا ہے۔

رگھو پتی راگھو راجہ رام۔ پتت پاون سیتا رام

سابرمتی کا سادھو

ہزار انجم درخشاں بکھیر کر تو نے
شب سیہ کو کیا مطلع سحر تو نے

سحر تھی نور سے خالی تو شب تھی بے انجم
شب و سحر کو بنایا شب و سحر تو نے

ہر اک شعاع تھی جس کی اسیر تاریکی
سنائی رات کو اس صبح کی خبر تو نے

دلِ خواص کو تو نے غمِ عوام دیا
عطا عوام کو کی چشمِ حق نگر تو نے

فغانِ نیم شبی کو نئی تڑپ بخشی
دعا کی بے اثری کو دیا اثر تو نے

نزاکتِ گل و لالہ کو دی صلابتِ برق
مزاجِ کاہ کو بخشا دمِ شرر تو نے

جو اپنی قوتِ پرواز بھول بیٹھے تھے
لگا دیا انہیں ذرّوں میں بال و پر تو نے

جو کانپتے تھے ممولوں کے چہچہانے سے
عطا کیا انہیں شاہین کا جگر تو نے

جو خشت و سنگ کا اک ڈھیر تھے تباہ و سیاہ
اگا دیئے انہیں کھنڈروں میں بام و در تو نے

نہ موج ہی کو چھوا اور نہ سبزہ و گل کو
کچھ اس طرح کیے آزاد بحر و بر تو نے

بہار کو شفقی کر دیا لہو نے ترے
چمن کی خاک کو بخشا لباسِ زر تو نے

دلِ زمانہ دمکتا رہے گا صدیوں تک
لہو سے ثبت کیا نقش کالحجر تو نے

ساغر نظامی

شریمد بھگوت گیتا اور بھگتی

از قلم مہاتما دولت رام جی

منشیہ جیون کا لکش باقی تمام پرانیوں کے جیون کے لکش سے بالکل دِلکش ہے۔ تمام سرشٹی یعنی کائنات اسی کی سیوا کے لئے نتیم پرتی انیک روپوں میں پرگٹ ہو کر آگئی، دالو جل بجلی بھومی اور آن کی شکل میں سامنے آتی رہتی ہے۔ اور ہر کشن ہاتھ باندھے غلام کی طرح سیوا میں لگی ہوتی ہے۔ پشو پکشی کیٹ پتنگ ہر چرند پرند اسی کی سیوا میں اپنا جیون سپھل مانتے ہیں —— مگر یہ حضرت آدم خود بھی اس سرب شکتی مان پرماتما کی اننیہ بھگتی اور اس کے دوارا اس کی معرفت یعنی برہم ساکشات کار کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اس کی پہچان اپنی اصل کی پہچان ہے۔ یہ خود شناسی خدا شناسی۔

آؤ اب ذرا غور کریں۔ کہ جہاں اس منشیہ کے لئے اتنا کچھ پربھو نے بنا دیا ہے۔ اُس نے اِس کو اپنی پہچان کے لئے کونسے سادھن مہیا کئے۔ وید شاستر (شرتی سمرتی) کے علاوہ ویدانگ اور پوران آدی جن مہان آتماؤں کے دوارہ ظہور میں آئے۔ وہ خود اسی میں محو اسی میں لین مے ایک اتماتم اسی میں سماہت ہو کر اسی کا سروپ ہوئے ہوتے بیرونی جگت دیہہ اور اس کے سمبندھیوں اور اس کی ضروریات اور ترگشتش وتیوں سے بالکل ہٹ کر انتر واہیہ تیاگ میں پروت ہو کر محض آتما کار یا برہما کار ورتی میں لین ہوئے ہوئے اپنے ہیم اکھن آتم سروپ کے ساتھ یکجان اتبید اور تدروپ ہوئے ہوئے اس کی معرفت بھرے شرتی کے منتروں کی معنوی حالت کے حظ سے محظوظ ہوئے سرب شکتی سمپن ہوئے ہوئے وید منتروں کے درشٹا یعنی رشی کہلائے۔ یہی وہ رشی ہیں جن پر سب سے پہلے شرتی کے منتروں کا سرشٹی کے آرنبھ میں ظہور ہوا۔ اور ان کے دوارا یہ پیرا سے آجتک وہ گیان درشن گرنتھوں انیک پرکرن گرنتھوں وید بھاشیوں ٹیکا دیپکا کاریکا اور ورتی آدی کے روپ میں ظاہر ہوتے آئے۔ لیکن جہاں یہ سب گرنتھ کار ہمارے لئے اتنا پرشرم کر گئے کہ حقیقی معرفت کا خزانہ ہمارے لئے بلامعاوضہ سرل سے سرل طریقہ سے ہماری بدھی کی مندتا کا خیال کرتے ہوئے بنا کر چھوڑ گئے۔ انہے وستار سے کہنے کے ساتھ ساتھ سوتروں کی لامثال مختصر شکل میں بھی بنا کر کوزہ میں سمندر کو بند کر دیا۔ اور ان سوتروں پر شنکر آچاریہ جیسے مہان ودوانوں نے بھاشیہ مع دلیل اور پرمان لکھ کر اسے واضح کیا۔ اور ان پر انیک سنسکرت ٹیکا کاروں نے سنسکرت بھاشا کو چار چاند لگا دیئے۔ اتنا ہی نہیں چھوٹے سے چھوٹے پرکرن گرنتھوں کو لکھ کر ہماری فہمید کے مطابق مضمون کو قلمبند کیا۔ تاکہ یہ روشنی کی مشعل ہمیشہ روشن رہے۔ پرانوں کی دلچسپ کہانیوں کی شکل میں مہابھارت کے لباس میں اور ویدانت درشن (ذکر ہیم النسا) اور پاتنجل سوتروں یوگ پر بھاشیہ کی شکل میں حتےٰ کہ ہر ممکن طریقہ سے ہم سے لوگوں کے لئے دیاس بھگوان نے اپنی ساری دیرگھ آیو کو لگا کر ہمارے لئے پرمارتھ کا لائیٹ ہاؤس تیار کیا جس کا پرکاش کبھی بجھنے والا نہیں۔ اس پر طرہ یہ کہ شنکر آچاریہ رامانج آدی مہان آچاریوں نے ان پر اپنے بھاشیہ لکھ کر دقیق معاملہ کو سلجھانے میں حد سے زیادہ کوشش کی۔ اور آج بھی تمام دنیا کے فاضل یورپ اور امریکہ کے وِدوان اس شنکر فلاسفی کے آگے سر خم کرنے میں فخر محسوس کرتے ہیں۔ اور اس کا انوبھو حاصل کرنے کے لئے ہمالیہ کی گود میں

گنگا کے تٹ پر ایکانت گپھاؤں میں بیٹھ کر ان کا چنتن کر کے اپنا جیون سپھل کرتے ہیں۔

ان سب جہانو بھاؤں کے سلسلہ کو دوامی شکل بخشنے کے لئے سوائے بھگوان کے اور کون جگت کا کلیان کرنے کے لئے اپنی کرپا کی درشنا اپنے اس منشیہ کے اُدھار کے لئے کر سکتا ہے۔ اور اسی سلسلہ میں انہوں نے اپنے سری مکھ سے سویم گیتا کا اپدیش اپنے پریہ بھگت ارجن کو سنایا۔ اور یہی اس وقت جبکہ وہ اپنے کرتویہ پالن میں اناتم سمبندھیوں اور سمبندھیوں کے موہ سے گرہست ہوا ہوا اپدیش پانے کے لئے جگت گورو سری کرشن کو اپنے منتریہ اور بدھی اور باہری رتھ کے گھوڑے ہانکنے کے لئے اپنی اپوگیتا دیکھ کر سب کچھ ان کے حوالے کر چکا تھا۔

یہ بھگوت گیتا سرب شاستر مئی ہونے کے علاوہ سرب اپنشدوں کا سار روپ دودھ ہے۔ اور ان گائے روپ اپنشدوں کا دودھ پینے والا اور ہمیں پلانے والا بچھڑا ارجن ہے۔ اس کے دوہنے والے سری کرشن روپ گوالا ہیں اور اس کا سار روپ امرت کا پان کرنے والا ہر ایمان منگیا سو ہے۔ اس گیتا میں کرم اُپاسنا اور گیان تینوں سادھنوں کا ایسے کرم ہے کہ پہلے چھ ادھیایوں میں کرم کرنے کا سندر ڈھنگ بتلایا ہے۔ مگر گیان جس کو گیتا نے "ستری شلوک آتم رت" (گیان وان سب شلوکوں سے تر جاتا ہے) اور اس کے لئے اندر باہر ایک اپنا آتم سروپ ہی سب میں انوبھو ہوتا ہے۔ جس سے اس کو سادھن کی تکمیل ہو کر جنم مرن کے آواگون چکر سے سدا کے لئے نورتی ہو کر برہم سروپ سے سدا کے لئے استھتی ہوتی ہے۔

اس گیان کے لئے نہ صرف نشکام کرم اور برہ اہنکار نا ہی کی ضرورت ہے۔ بلکہ چت کے سمادھان یعنی پریم ایکاگرتا یعنی واسنا کھشو ہو سے رہت ہونے کی بھی پرم آوشکیتا ہے۔ اسی کے لئے دوسرے شٹک یعنی ساتویں سے لیکر بارھویں ادھیائے تک سری بھگوان نے اپنے واستو سروپ اور اس کی اننیہ بھگتی کا پرکار اور ودھی بتلائی ہے۔ اور اس طرح مل اور وکھشیپ دوش دور ہونے کے بعد ہی گیان کا ادھیکاری ہو جانے پر تیرھویں ادھیائے میں شدھ تتو بودھ کا نروپن کیا ہے۔ اور ساتھ ہی گیان کے انترنگ سادھنوں کو بھی ورنن کیا ہے۔ اور بعد میں گنوں کا دبھاگ دکھلا کر تر گناتیت ہونے کے انتر اپائے بتلائے ہیں۔ اور انت میں پرشوتم یوگ میں برہما تما کی ایکتا کا شدھ ورنن کیا ہے۔ اور آخری ادھیاؤں میں منتریہ اور من کی شدھی اور آہار کی شدھی پر دور دیکر انت کے اٹھارھویں ادھیائے میں تمام گیتا کا سار کرم اُپاسنا اور گیان کا ویسے ہی سنکشیپ ورنن کیا ہے۔ جو کہ دوسرے ادھیائے میں آپکرم کر کے یہاں آپ سنگھار روپ سے ضروری تھا۔ اور سب کا سار اپنے ایک شدھ سروپ میں اننیہ بھاؤ سے اپنی پرچھتنا یعنی جیو بھاؤ اور اس کے دھرموں کو بہا دینے یا پورن روپ سے لین کر دینے کا اپدیش کیا ہے۔ جس کا پھل ایک بار پھر دوسرے ادھیائے میں اُٹھلئے گئے ......
...... اس شلوک میں شوک رہت تتو میں شوک نہ کرنے کا جو سنکیت کیا تھا یہاں آکر آگیا روپ سے پھر کہہ دیا ہے۔ 'मा शुच' (یعنی شوک نہ کر) اور ارجن نے بھی انت میں اپنی کرت کرتیتا پرگٹ کر دی ہے۔ اور سنجے نے صاف شبدوں میں نربھو دھرم پراتن پرش کی سروتھا دجے ہونے کی گھوشنا کی ہے۔

ایسی استھتی میں یہ وچار یہ ہے کہ کرم اور گیان کانڈ کے بیچ میں اپاسنا کانڈ کو رکھنے کا خاص پریوجن کیا ہے۔ سو اس کے لئے ہم سری مدھوسودن سوامی کے ہی چند شلوک یہاں پیش کرتے ہیں۔

(۱) सच्चिदानन्द रूपं तत्पूर्णं विष्णो परमं पदम् ।
यत्प्राप्तये समारब्धा वेदा काण्डत्रयात्मका ॥
(۲) कर्मोपास्ति तथा ज्ञानमिति काण्डत्रयं क्रमात् ।
तद्रूपाष्टाध्याये गीता काण्ड त्र्यात्मिका ॥

(3) — एकमेकेन षट्केन काण्डमत्रोपलक्षयेत् ।
कर्मनिष्ठाज्ञाननिष्ठे कीथते प्रथमान्त्ययो: ॥

(४) — यत: समच्चयोनास्ति तयोरति विरोधत: ।
भगवद्भक्ति निष्ठा तु मध्यमे परिकीर्तिता ॥

(5) उभयानुगता साह सर्व विघ्नापनोदिनी ।
कर्ममिश्राच शुद्धाच ज्ञान मिश्रच सात्रिधा ॥

ارتھ:—(۱) جو ست چت آنند پورن سوپ ہے۔ وہی وشنو کا پرم پد ہے۔ اس کی پراپتی کے لئے ہی تین کانڈ والے وید کا آرمبھ ہے۔

(۲) یہ تین کانڈ کرم اُپاسنا اور گیان ہیں جن کی ترتیب یعنی سلسلہ اسی ورن کے انوسار یعنی پہلے کرم پھر اُپاسنا اور پھر گیان ہے۔ اسی پرکار یہ بھگوت گیتا بھی تین کانڈ والی ہی ہے۔

(۳) ہر شٹک سے بالترتیب ایک ایک کانڈ کہا گیا ہے۔ پہلے میں کرم اور پچھلے میں گیان کا ورنن ہے۔

(۴) کرم اور گیان کا آپس میں ورودھ ہونے سے چونکہ سمچے نہیں ہو سکتا اسی لئے بھگوت بھگتی ان دونوں کے مدھیہ میں گائن کی گئی ہے۔

(۵) وہ بھگوت بھگتی کرم اور گیان دونوں سے یکت اور دکھوں کا ناش کرنے والی ہے اور یہ تین پرکار کی ہے۔ (۱) کرم مشرت بھگتی۔ (۲) گیان کا سادھن روپ۔ شدھ بھگتی اور (۳) گیان مشرت بھگتی۔

پرتھم شٹک یعنی گیتا کے پہلے چھ ادھیاؤں میں کرم (نشکام کرم اور اہنکار رہت کرم) کا نروپن کرکے آتما کے ساتھ ملن اپادھی استھول سوکشم شریر کی واستاؤں اور خود سی کی ہے۔ جس کا مول ہیتو او: یا روپ کارن شریر ہے۔ اس کا نوارن کرکے آتما کے سدھ سروپ ارتھات توم پد کا لکشیہ نروپن کیا ہے۔

دوسرے شٹک میں یعنی ساتویں سے بارھویں ادھیائے تک بھگوت بھگتی کی چھٹے میں نشٹھا یوگ آدی ساتویں میں پراپرکرتی اور اپراپرکرتی آٹھویں میں اکشر برہم یوگ نویں میں راج ودیا دوارا گیانی کی گتی کا نروپن ہوا۔ دسویں ادھیائے میں تت پدارتھ کے واچیہ ایشور کی وبھوتیوں کا گیان اور گیارھویں میں اپنے وراٹ سروپ کا بودھ اور بارھویں میں سگن اور نرگن کے بھید کو جاننے کی اچھا والے ارجن کو اس کے ادھیکار کے انوسار سگن کا سروپ کا بودھ کرایا۔ اس طرح وستار پوروک شدھ بھگتی کا نروپن اس دوسرے شٹک میں کرایا گیا۔

تیسرے شٹک میں تیرھویں ادھیائے سے لیکر اٹھارھویں پرینت توم اور تت کے شدھ ارتھ یعنی لکشیہ ارتھ کی ایکتا کو وستار پوروک نروپن کیا۔ اس طرح یہاں بھی گیان مشرت بھگتی یعنے ابھید بھگتی کا نروپن بہت بھلی پرکار سے کیا گیا اور وید کے تینوں کانڈوں کرم اُپاسنا گیان کا پرسپر سمبندھ بتلا کر گیتا کو سماپت کیا۔

مختصراً اوپر کی گئی ساری بحث کا لب ولباب یہ ہے۔ کہ نشکام کرم اور شدھ کرم کے تیاگ پوروک نشکام کرم یعنی ورن آشرم دھرم کو ایشور ارپن بدھی سے کرنا مناسب اور ضروری ہے۔ اور یہ سب سے ضروری ہے کہ بھگوان کے نام کا جپ اور استتی آدی کو بھی نہ تیاگے۔ بلکہ نشکام بھاؤ سے انہیں کرنا ہی رہے۔ اسی سے چت کے پاپ نشٹ ہوکر وویک کی یوگتا پیدا ہوتی ہے۔ اور اس وویک کا مطلب ہے کہ نتیہ اور انتیہ وستو میں تمیز پیدا ہونا۔ اس کے ہونے پر ہی انتیہ سنسار سے ویراگیہ اور نتیہ ایشور سروپ سے سچی پریتی پیدا ہو۔ ایسی درڑھتا سے شم دم آدی شٹک سمپتی سادھنا اور شردھا ہوکر واستوک

سنیاس کا پاتر ہو سکے گا - اور سروسنسار کے انترک سنیاس ہونے سے ہی سچی موکش اچھا جاگرت ہوگی اور گورو شروتری برہم نیشٹھی کی سرن میں جا کر اپنے موکش کے لئے پرارتھنا کریگا - اور گورو دیو برہم اور آتما کے بارے میں سنیشے اور دیپرجے کو کاٹنے والے مہاواکیہ اُپدیش کو کریں گے - اس میں ہی سارے ویدانت شاستر کی سپھلتا ہے اور یوگ شاستر کی سپھلتا اسی ویدانت اپدیش کو درڑھ کرنے کے لئے ندھیا سن کرانے میں ہے - جس کے بل سے دیہ بینت بھاونا کی نورتی سمجھو ہے اور اسی سے ویدانت کے مہاواکیہ دوارا آتم بودھ ہو کر جیون کی سپھلتا ہوتی ہے -

یہی آتم بودھ ہے جس کے پالینے سے رب پرانی ماتر میں سم بھاو پیدا ہوتا ہے - برہم جیو اور جگت میں بھید کرنے والی اپادھی کھنڈن ہو جاتی ہے - واستوک ابھید کا ساکھشات کار ہوتا ہے - اور یہ ہی پرا بھگتی ہے - اس کے سادھن روپ سے سگن اور نرگن روپ سے بھگتی کا ندین پورو میں کہا گیا - جس کو پانے اور ادھیکاری بنانے کے لئے کرم کا ادھیکوا رصفائی قلب کی خاطر شروع میں قبول کرنا لازم ٹھہرایا گیا تھا - یوں تمام کرم اُپاسنا اور گیان ایک ہی منزل کو پہنچانے کے لئے درجہ بدرجہ پرگسٹ ہو کر پرم کلیان کے ہیتو ہو سکتے ہیں - ورنہ اکٹھے ان تینوں کا انوشٹھان کبھی بھی ممکن نہیں -

---

زوالِ زیست نہیں
جو مٹتا ہے وہ راہ دکھاتا ہے یہی
پانے کے لئے ڈھنگ بتاتا ہے یہی
لیکن ہے اسے پانے کا بس ایک طریق
جب غور یقین لے کے تو پاتا ہے وہی

زنگ روح ہے عجب جن ہو کے عجب نہ شباب
ہر ایک لمحہ بیتے ہوئی صبح کا خواب
دولت کی حقیقت بھی ہے ڈھلتی چھاؤں
سمجھا بات یہ نادان کہ ہے تو وہ حباب

"روحانی کہانیاں" چہل درویش کی دوسری جلد

ہندو فلسفہ کی باریکیوں کو سمجھنے کے لئے بہت غور و فکر کرنے والی طبیعت چاہیئے جو مضمون کی گہرائی میں پہنچ کر سبق حاصل کر سکے - اور اس پر عمل کر سکے - ایسی طبیعت عام آدمیوں کو نصیب نہیں ہوتی - ہاں ہر شخص اس بات کو سمجھ سکتا ہے - کام - کرودھ - لوبھ - موہ - اہنکار - راگ دویش وغیرہ بُری چیزیں ہیں - دُنیا سے موہ، ہر دلکش چیز کا لوبھ، انسان میں خودی کا مادہ وغیرہ سب ایسی چیزیں ہیں جو آدمی کو کاموں میں پھنسائے رکھتے ہیں - دنیا کے کام کبھی ختم نہیں ہوتے اور مرتے دم آدمی کو مایوسی اور حسرت کا شکار ہونا پڑتا ہے - جس کے سبب اس کو من کی شانتی نہیں ملتی - اور اگلے جنم میں وہ پھر اسی دنیا میں آگرتا ہے

قہر صاحب کا نام ہندو فلسفہ اور ویدانت کی دنیا میں چاند سا چمکتا ہے جس کے نور اور شعاؤں میں من کی شانتی کا پیغام ہے - اس کتاب میں انہوں نے مندرجہ بالا بُری چیزوں سے نجات حاصل کرنے کے عملی طریقے بتائے ہیں جو نہایت ہی مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں - اتنی دلچسپ اور عام فہم کہانیاں اور اس پر سلیس اور پُر اثر انداز بیان داد دینے کے قابل ہے - قیمت مجلد ۵۰/۳ روپے - صفحات ۳۵۶ معہ تصویر مصنف

ملنے کا پتہ

رسالہ "ادم" اجمیری گیٹ دہلی

گورو چرنوں میں

از۔ سوامی ہری پورنانند جی پورن رشی کیش

محفل میں تیری بہت سے دیوانے آ گئے ہیں
عاشق، نہ عشق کے یہ افسانے آ گئے ہیں

دردِ جگر کے ان کا یہ آفتاب ہے شعلہ
دیدار کی مشعل سے بھڑکانے آ گئے ہیں

اے شمع روئے ساقی پہ تو حسن پہ تیرے
ہستی جلانے اپنی پروانے آ گئے ہیں

سوزِ ہجر سے تپ کر حالت ہوئی جو دل کی
دردِ جگر کے پھپھولے دکھلانے آ گئے ہیں

بیمارِ عشق کے یہ دیدار کا جو درماں
حاذق حکیم سے اب کروانے آ گئے ہیں

چارہ نہیں ہے سوجھا جز اسکے اور کوئی
آنکھوں میں خاکِ پا بہت ڈلوانے آ گئے ہیں

قدموں پہ تیرے صدقے کتنے پا گئے شفا ہیں
بند موتیا کی آنکھیں بنوانے آ گئے ہیں

وحدت کی مئے کا جرعہ کافی ہمیں ہے ساقی
خاکی بدن کی صورت پیمانے آ گئے ہیں

وحدت کے گھر کی اپنی جہالت سے بند طاقی
نظرِ کلیت سے تیری کھلوانے آ گئے ہیں

قربان تیرے ساقی سب پر فضل ہے تیرا
وحدت کی مئے کے شائق مستانے آ گئے ہیں

اشکوں سے اپنے دھوئیں قدموں کو تیرے ساقی
یہ جسم و جان و دل کو نذرانے آ گئے ہیں

نور وز آج ہے قدسی اے روشنی کے مخزن
تاریک دل کو روشن کروانے آ گئے ہیں

وحدت کے رنگ میں خود کو رنگا ہے خوب ساقی
یہ دل کا ٹکڑا پورن رنگوانے آ گئے ہیں

گوبند لیلا

(برہم لین شری سوامی گوبند آنند جی مہاراج)

منگلا چرن - کنڈلیا چھند :- رام اننت اپار ہے تس کا تول نہ ماپ - لیلا کرتا آپ ہے - لیلا بھی ہے آپ
{ لیلا بھی ہے آپ - آپ ہی دیکھن ہارا - آپے قلم دوات لیکھ کاغذ بھی سارا
{ وشن مہیش گنیش سرستی تس کے نام - سرب روپ ہے آپ آپ ہی اکو رام

چار پردے :- چاروں پردوں میں پھسا سارا یہ سنسار کوئی ورلا پرش ہی ان سے ہوتا پار !

پہلا پردہ

جدوں طرف پہلے پڑدے نظر ماری وچ ایس دے لکھ ہزار دیکھے - دھن استری پتر دی پریت اندر دل پھتیاں دے داغدار دیکھے
کئی شبد سپرش رس گندھ پچھے کئی روپ دے کئی خوار دیکھے - کام کرودھ موہ لوبھ ہنکار اندر کئی کوٹ مورکھ پھسنہار دیکھے
مان اور بڑائی وچ غرق کئی - کئی نام اُتے حال نزار دیکھے - کئی بحث مباحثے کرن پھردے - کئی علم پچھے بے قرار دیکھے
کئیاں شوق مکان بنوانے دا کئی پہننے دے طلبگار دیکھے - کئی بگھیاں فٹن شوقین دسّن - کئی گھوڑیاں اُتے اسوار دیکھے
کئی روپ ار حسن تے مست لٹکن - کئی نار عاشق انتظار دیکھے - کئی نال بیماریاں ہوئے روگی - اوڑک جاوندے موت دوار دیکھے
پیالے پی غفلت عقل دور کر کے اندر ایس پردے مست وار دیکھے - کئی دھرم ادھرم دی ہوش ساری - ڈبے وچ دنیا بے وچار دیکھے
موہوں منہ کھاون چوٹاں جگت اندر پھیر جاوندے اُدھر گنوار دیکھے - اتوں دسدے خوشی تے صحت والے ایہہ اندروں سخت بیمار دیکھے
چار دناں دی خوشی تے عیش بدلے - مونہہ کھ جاوندے نرک دوار دیکھے - وشے وش بھرے سندر نظر آون - اسدے کھان والے مرن ہار دیکھے
جیہڑے ہسدے اج سنسار اندر کل روندے اوہ زار و زار دیکھے - جاہل دکھ پاون جیہڑی بات کولوں پھیر اوہی کردے بار بار دیکھے
اج پہن پوشاکیاں پھرن بانکے کل ہوندے سخت لاچار دیکھے - نظر تلے جو کسے نہ لاوندے سن بُرے حال اوہ وچ دربار دیکھے
کئی لکھ امیر وزیر بھارے بادشاہ تے بڑے زردار دیکھے ! - کوڈی اک نہ لے گیا نال کوئی جاندے جھاڑ کے کنیاں چار دیکھے
گلشن جگت دا الٹ سہانا نظر آوے - ایہہ ایس دے پھل پُر خار دیکھے ! - جناں پریت لائی انہاں گلاں اُتے بلبل وانگ کردے نالہ زار دیکھے
ایس بحر اپار سنسار اندر رڑھدے جاوندے لکھ ہزار دیکھے ! - پرلے پار اسدے کوئی پہنچدا اے - غوطے کھاوندے بہت وچکار دیکھے
ایس جگت نوں جاننا جیلخانہ قیدی ایس اندر نر تے نار دیکھے - بیڑی موہ دے نال تمام بدھے کوئی بہت تھوڑے چھٹن ہار دیکھے

گئی نر پچھتیے جان کرن ضائع کئی عورتاں دے ہوش گوار دیکھے ۔ سنت کہن مُردار دے وانگ دُنیا طالب ایسے سگ بیشمار دیکھے
سنت دھرم دا کرن ویہار جیہڑے نالے خرچ دے دھرم انوسار دیکھے ۔ کھان سون ۔ بولن بہن جگت اندر ۔ رکھن سنت آہار آچار دیکھے
خواہش گورو دے ملن دی آن ہوئی جاندے مندراں ٹھاکر دوار دیکھے ۔ پوجا پاٹھ گورو اشٹ دا پریم لگا ۔ سوئی ہوندے پڑدیوں پار دیکھے

لئے سکھ دے نال اوہ سون کیونکر پڑے دے غماں اندر جیہڑے جا بیٹھے ۔ اونہاں دردیاں دے نین رون کیوں نہ حال اپنا جیہڑے گنوا بیٹھے
پینڈا مکسی کویں مسافراں دا جیہڑے چلنے تھیں چت چا بیٹھے ! ۔ پہنچن منزل مقصود تے اوہ کیسے چھوڑ راہ گمراہ جو آ بیٹھے
اوہ تیر وچھوڑے دے سہن کیوں نہ جیہڑے سین وچ پار بنا بیٹھے ۔ اونہاں تاپیاں نوں تاپن تاپ کیوں نہ تن اپنا جیہڑے تپا بیٹھے
شانتی سکھ دا لینے سکھ وکھن جیہڑے وسنے والی دس کھا بیٹھے ۔ پچھے لگ دنیا فانی زندگانی اُتے جنم امول گنوا بیٹھے
جھوٹھے دھن جھندھیاں جان سچا ست اپنا روپ بھلا بیٹھے ۔ رنگ دویش والا تانا آپ تن کے پھنچی چت دا وچ پھسا بیٹھے
اونہاں مورکھاں ہتھ کی آئے جیہڑے لے کے کوڈیاں لعل لٹا بیٹھے ۔ بجلی موت والی سر تے کڑک رہی نت سندیاں کن دبا بیٹھے
ماں جمے دی کڑک خیر منگے بھل اپنی خیر منا بیٹھے ۔ ایسا جنم فضول گنوا دتا ۔ چھری آپنے گلے چلا بیٹھے
عمر روندیاں ہوئی برباد ساری تتے دلاں نوں ہور بھی تا بیٹھے ۔ ایسے بھلیاں ملے آرام کیونکر جیہڑے ریت دی کندھ تے جا بیٹھے
گوبند سکھ والا سوئی سکھ وکھین پڑدہ پاڑ جیہڑے پار آ بیٹھے

پڑدہ دوسرا

پہلے پڑدیوں نکل کے گئی سجن پڑدے دوسرے دے وچ جا بیٹھے ۔ نال گورو اراشٹ دی مورتی دے من اپنا خوب لگا بیٹھے
پیارے پریمیاں اک ایہہ غضب کیتا ترشی دودھ دے نال ملا بیٹھے ۔ بھوگ کا منا تے نالے موکھ اچھا ان ہوندڑی بات بنا بیٹھے
پریم دین تے دُنی دا نہیں ملدا ان میل دا میل ملا بیٹھے ۔ سچ جھوٹھ دا جوڑ نہیں کدے ہووے الٹا کھوہ دا گیڑ چلا بیٹھے
دھیان اشٹ کر جگت بھلاونا سی غلطی نال پر ہور وہا بیٹھے ۔ مطلب اصل نہ سمجھیا شاستر دا ۔ من اپنے نوں بھرما بیٹھے
نام روپ والا چت کسے جتن اگے مورتی صرف ٹکا بیٹھے ۔ ایہہ تاں داؤ سی من دے مارنے دا الٹا سمجھ من ہور مچا بیٹھے
گورو اشٹ دوارا بندھن توڑنا سی ایس بات نوں منوں بھلا بیٹھے ۔ جیسے جگت والے ساک سین ہوون گورو اشٹ بھی ساک بنا بیٹھے
وید شاستر گورو گرنتھ پڑھ کے سمجھ بوجھ جیہڑے مطلب پا بیٹھے
نام روپ سارا سوئی جان جھوٹھا پڑدے دوسرے تھیں پار آ بیٹھے

(باقی پھر)

سوامی وویکانند جی

شری شیو دیال - ایم - اے

۱۱ ستمبر ۱۸۹۳ء کی بات ہے - سوموار کا دن تھا - شکاگو میں سنسار کے سبھی مذہبوں کا سمیلن شروع ہوا۔ براہم سماج کی طرف سے پرتاپ چندر موزمدار سمّلت ہوئے، اور لنکا کے بودھوں کی طرف سے دھرم پال - گاندھی جی جینیوں کے پرتی ندھی تھے اور چکرورتی تھیوسافیکل سوسائیٹی کے - ان کے علاوہ ایک اور ہندو یُووک بھی بیٹھا ہوا تھا - جو کسی خاص سمپردائے کا نہیں بلکہ سارے ہندوستان کا پرتی ندھی تھا - یہ تھے وویکانند، بنگال کے ایک یُووک، جو اُن دنوں زیادہ مشہور نہیں ہوئے تھے - سمیلن میں انہیں کوئی بھی نہیں جانتا تھا - نہ کوئی پریچے کروانے والا تھا - اور نہ تعریف کرنے والا - وہ پہلے تو چُپ چاپ بیٹھے رہے، لیکن جب دیکھا کہ پچھمی راشٹروں کو ہندو سنسکرتی کا پورتر سندیش سنانے کی ضرورت ہے تو ایسا بھاشن دیا کہ دُنیا کے سبھی پرتی ندھی عش عش کرنے لگے - ان کا بھاشن کئی گھنٹے ہوتا رہا اور سبھی لوگ بُت بن کر بیٹھے رہے - ایسے اکٹھ میں بھاشن دینے کا اُن کے لئے پہلا اوسر تھا - لیکن اس پہلے بھاشن ہی نے انہیں ایسی شہرت دی کہ سارے سنسار میں مشہور ہو گئے - پہلے تو اتنی شرم کھاتے رہے کہ سٹیج پر آکر اپنے آپ کو ظاہر کرنے کا حوصلہ نہ ہوا - لیکن جب بھاشن دیا تو سُننے والے حیران رہ گئے - وہ کہنے لگے کہ یہ زبان ہے یا اگنی جوالا ؟

سوامی وویکانند نے سیدھے سادے شبدوں میں ویاکھیان آرمبھ کرتے ہوئے کہا :- "امریکہ کی بہنو اور بھائیو !" - یہ سُنتے ہی ہال تالیوں سے گونج اُٹھا - اُن کو بہنو اور بھائیو کہنے والا کون ہے - ؟ یہ دیکھنے کے لئے سینکڑوں ڈیلی گیٹ اپنی اپنی سیٹ سے اُٹھ کھڑے ہوئے - سوامی وویکانند کو اچرج ہوا کہ کیا یہ سواگت اُن کا ہی ہے یا کسی اور کا ؟ !! — سوامی وویکانند نے رسمی باتوں کی پروا نہ کرتے ہوئے اسی بھاشا میں بولنا شروع کر دیا جس کا لوگوں کو انتظار تھا - بھاشن شروع ہوتے ہی خاموشی چھا گئی - لوگ پورے دھیان کے ساتھ سُننے لگے - سوامی جی نے اپنے بھاشن میں سنسار کے سب سے پُرانے دھارمک بھنڈار وید اور اُپنشدوں میں سے پرمان دیتے ہندو دھرم کو سبھی مذہبوں کا جنم داتا بتایا اور کہا - "ہمیں ایک دوسرے کو اچھی طرح سمجھنا چاہئیے - جہاں بھی کوئی گُن ہو اُسے گرہن کر لینا چاہئیے - بھگوت گیتا میں بھگوان نے کہا ہے - "میرے پاس جو بھی آتا ہے، چاہے کسی شکل میں آئے - میں اُس کا سواگت کرتا ہوں - جن مارگوں پر لوگ چل رہے ہیں - وہ سب مجھ تک پہنچ کر ختم ہوتے ہیں" - کانفرنس کے دوسرے پرتی ندھی اپنے اپنے پرماتما کی تعریف کرتے تھے - لیکن سوامی وویکانند نے سبھی پرماتماؤں کی تعریف کی - آپ کے کہنے کا ارتھ یہ تھا کہ پرماتما واستو میں ایک ہی ہے - یہ آپ کے گورو رام کرشن پرم ہنس کا سندیش تھا - اسے اُن کے مُنہ سے سُن کر لوگوں نے تالیاں بجائیں -

اس کے بعد سوامی وویکانند نے شکاگو میں دس بارہ بھاشن دیئے، اُن میں بھی وُہی زور تھا جو پہلے دن کے بھاشن میں تھا - آپ نے نئی نئی دلیلیں دیں، لیکن سندیش وُہی تھا، جسے ہم دو شبدوں میں کہہ سکتے ہیں - سوامی جی پوتر دھرم کو محدود نہیں بنانا چاہتے تھے - اُس پر دیش یا کال کی پابندی لگانے کے حق میں نہ تھے بلکہ منش کی بھاونا کے سبھی وچاروں کو سنگٹھت کرنا چاہتے تھے - چاہے وہ پُرانک سدھانتوں کے ہوں، چاہے ماڈرن سائینس کے - دھرم کا دروازہ سبھی اچھے وچاروں کے لئے کھُلا رہنا چاہئیے -

سوامی وویکانند کے ان وچاروں کا بہت بڑا اثر ہوا۔ نہ صرف دھارمک سمیلن کے اندر بلکہ باہر بھی سینکڑوں امریکن، انگریز اور جرمن ان کے چیلے بن گئے۔

سوامی جی کی شہرت پھیل جانے سے ہندوستان کو بہت لابھ ہوا۔ امریکن اخباروں نے لکھا کہ دھارمک سمیلن میں سرداری سوامی وویکانند کی تھی۔ ان کے ویاکھیان سننے کے بعد ہم محسوس کرتے ہیں کہ ہم بھی کتنے مورکھ ہیں، جو گیان رکھنے والے ہندوستان کو اپنے پادری بھیجتے ہیں۔

سوامی وویکانند ان تھک پرچارک تھے۔ وہ دن رات کام کرتے رہے کبھی بھی آرام نہیں کرتے تھے۔ جہاں بھی گئے، آشرم 'مٹھ' ویدانت سنستھائیں اور رام کرشن مشن کی شاکھائیں قائم کیں۔ کچھ شاخیں امریکہ میں بھی ستھاپت کیں۔

دن رات کام کرنے کے کارن صحت پر برا اثر پڑا۔

۴ جولائی ۱۹۰۲ء کو بیلور میں ۳۹ برس کی آیو میں آپ کا سورگ باش ہو گیا۔

ان کی پستکوں سے آج بھی جیون کی بڑی بڑی شکشائیں ملتی ہیں۔ ایک بار فرانس کے ساہتیہ کار رومین رولان نے کوی ٹیگور سے پوچھا: "ہندوستان کو میں کیسے جان سکتا ہوں"؟ ٹیگور نے جواب دیا:- "سوامی وویکانند سے باتیں کر لیجئے ہمارے ہندوستان کا پتہ ان کے ساتھ بھینٹ کرنے سے چل جائے گا"۔

سوامی وویکانند نے نہ کیول پرانے رشیوں کے آتمک سندیش کو گرہن کیا، بلکہ ماڈرن سائنس کی چھان بین بھی کی۔ آپکا رام کرشن مشن سبھی سمپرداؤں میں پریم بڑھانے کا پرچار کرتا ہے۔ آپ ہندوستان کے ہر وبھاگ میں اصلاح کرنا چاہتے تھے لیکن کسی پرانی بنیاد کو کیول اس لئے نشٹ نہیں کرنا چاہتے تھے کہ اس پر نئی عمارت بنائی جاتی ہے۔ آپ نیا بھون پرانی بنیادوں پر ہی کھڑا کرنے کے حق میں تھے!

"میں نور ہوں"

نذرِ حضرت کوثری مرحوم

{ از بھاگیرتھ لال زخمی حصاری۔ حصار

خاک کے پردے میں گو مستور ہوں
"نور ہوں میں نور ہوں، میں نور ہوں!"

اصل میں ہوں اپنی ہستی کے قریں!
میں بظاہر خود سے کوسوں دور ہوں

ہوں فریبِ طالبِ نظارہ میں
ورنہ میں جلوہ ہوں میں ہی طور ہوں

میرا ہی پرتو ہے گو ہر چیز میں
میں ہی پنہاں در شبِ دیجور ہوں

محفلِ ساقی میں ہوں سرمست میں
میں ہوں بادہ اور میں انگور ہوں

میں ہی ہوں اک کارسازِ دو جہاں
میں ہی اک ناچار ہوں مجبور ہوں

میرا ہی سر خم ہے پائے دوست پہ
میں ہی گویا سرکش و مغرور ہوں

میرے ہی دم سے ہے دورِ انبساط!
میں ہی زخمی دہر میں رنجور ہوں!!

بشری نوبت رائے شوخ

بزمِ تصوّر

بن رہا ہے کس کا فرشِ راہ دامانِ خیال؟
آ رہا ہے کون بزمِ دل میں مردِ باکمال؟

ہو رہا ہے بارشِ اجلال سے کس کا نزول؟
رونمائی سے تجلّی پاش ہے کس کا جلال؟

انجمن آرا مری بزمِ تصوّر میں ہے کون؟
ہو رہے ہیں حاضریں تقریر سے کس کی نہال؟

فلسفہ سر در گریباں منطقِ مغرب کا ہے
ناخنِ ادراکِ مشرق کی ہے چٹکی گوشمال

کون حق گوئی سے اپنی قاطع برہان ہے؟
ناطقہ باقی ہے بند اپنا زبانِ قیل و قال

کس نے دی ہے چشمِ باطن کو نگاہِ حق شناس؟
کون ہے یہ کاشفِ اسرار مردِ پُر جلال؟

تشنگانِ حق کا ذوقِ آگہی سیراب ہے
چشمۂ رحمت بنا ہے کون یہ شیریں مقال؟

چشمِ بینا کو دکھایا ہے یہ کس نے راستہ؟
جہل کے جن پرشاد ہو جاتا ہے سر آشفتہ حال

کون دے کر دعوتِ عشقِ حقیقی خلق کو؟
جذبِ کامل سے دلاتا ہے کمالِ لازوال

عام فہم الفاظ میں ویدانت کی تعلیم سے
کر دیا پیشِ نظر کس نے معانی کا جمال

یہ وویکانند شیرِ بیشۂ توحید ہے
غرّۂ باطل ہوا جس کی گرج سے پائمال

خطّۂ بنگال روحِ ہند اس ہستی سے ہے
ہند رفعت سے بنا ہے شوخ خود اپنی مثال

آتم بل

لالہ کانشی رام جی چاولہ لدھیانہ

سنسار میں جتنے کام ہیں، وہ بل کے آدھار پر چلتے ہیں۔ حتےٰ کہ بھگوان بھی اس سرشٹی کو اسی لئے چلا سکتے ہیں کہ وہ بلوان ہیں۔ ہمارا روز کا مشاہدہ بھی یہہ بتلاتا ہے کہ دُنیا میں وہی انسان فتحیاب ہوتے ہیں۔ کامیابی اُنہیں کے پاؤں چومتی ہے، جو بل دھاری ہیں۔ عزت بھی وہی پاتے ہیں اور شان بھی اُنہی کی ہوتی ہے، جن کے اندر بل ہے۔ نربل انسان کوڑی کے مول کا بھی نہیں ہوتا۔ وہ ہر جگہ اپمانت ہوتا ہے۔ کوئی اس کی بات تک نہیں پوچھتا۔ جس طرح یہ اصول انسانوں پر حاوی ہے، اسی طرح یہ قوموں پر لاگو ہوتا ہے۔ جو قوم بل اور شکتی کی پوجا چھوڑ دیتی ہے یعنی بل حاصل کرنے کی طرف سے غفلت دکھاتی ہے اور دوسروں کے بل کے سہارے جینا چاہتی ہے، وہ بہت دیر تک زندہ نہیں رہ سکتی۔ بل کے ہونے سے ہی قومیں اُبھرتی ہیں۔ بنتی ہیں اور ترقی پاتی ہیں۔

بل کئی قسم کے ہیں۔ لیکن بل کسی بھی قسم کا ہو، انسان کے لئے لابھ کاری ہوتا ہے۔ پہلی قسم کا بل "باہو بل" ہے۔ جس آدمی کے بازوؤں میں طاقت ہے یعنی جو شاریرک بل کا سوامی ہے۔ وہ دُنیا میں اکڑ کر چل سکتا ہے۔ لوگ اُس کا سامنا کرنے سے خوف کھاتے ہیں۔ وہ اپنے باہو بل کی مدد سے اپنے بہت سے کام نکال لیتا ہے۔ جدھر جاتا ہے، لوگوں کی آنکھیں اُس کی طرف اُٹھ جاتی ہیں۔ اور تو اور اس کی تصویر کو دیکھنے کے لئے بھی لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ کچھ عرصہ ہوا۔ لدھیانہ میں کئی ملکوں کے بہت سے پہلوان کشتی کا ہنر دکھانے کے لئے آئے تھے۔ جن ہوٹلوں میں وہ ٹھہرے ہوئے تھے وہاں لوگ سینکڑوں کی تعداد میں اُن کو دیکھنے جاتے تھے۔ مشتہری کے لئے اُن کی آدم قد تصویریں جب بازار میں سے گذاری جاتی تھیں، تو اُن کے گرد دیکھنے والوں کی بھیڑ لگ جاتی تھی۔ کیوں؟ اسی لئے کہ قدر اور عزت بل کی ہی ہوتی ہے۔ اور بل ہی دُنیا میں پوجا جاتا ہے۔ نربل کی طرف کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بلکہ اُسے کوئی دیکھنا چاہتا ہی نہیں۔

دُوسری قسم کا بل "جن بل" ہے۔ جس آدمی کے بہت بھائی بند ہیں۔ بہت سے مددگار ہیں۔ وہ بھی دُنیا میں بے خوفی سے سر اُونچا کر کے چلتا ہے۔ جس قوم کے لوگ اپنا "جن بل" بڑھاتے ہیں۔ یعنی اپنی زندگی کا ایک مقصد بنا کر متحد ہو کر رہتے ہیں۔ باہمی اتفاق رکھتے ہیں۔ آپس میں لڑتے جھگڑتے نہیں۔ کینہ۔ عداوت اور حسد سے دُور رہ کر ایک ہی قومی نقطۂ نگاہ کو پیش نظر رکھ کر آگے بڑھتے ہیں۔ وہ قوم لازمی طور پر دُنیا میں سرفراز ہوتی ہے۔ کل کی بات ہے کہ افیم کے نشہ میں سستی سے اور کاہلی سے پڑے رہنے والے چینی لوگ نہ تین میں تھے اور نہ تیرہ میں۔ لیکن آج وہی لوگ امریکہ جیسے طاقتور ملک کے ہوا بازوں کو قید کر سکتے ہیں۔ اور سارے یورپ کو دھمکیاں دے رہے ہیں۔ کیوں؟ ــــ اسی لئے کہ انہوں نے جن بل پیدا کر لیا ہے۔ اِدھر اپنے ملک کی طرف دیکھیں تو ہندوستان کسی لحاظ سے بھی چین سے پیچھے نہیں۔ لیکن پھر بھی یہ اپنی گرج نہیں لگا سکتا۔ کیونکہ اس کا جن بل کمزور ہے یہاں پر ہر ایک اپنی علیحدہ ڈفلی بجانا چاہتا ہے۔ ہر ایک ڈیڑھ اینٹ کی اپنی علیحدہ عمارت کھڑی کرنا چاہتا ہے۔ فرقہ داری اور پارٹی بازی کی لعنت اُس کا جن بل اُبھرنے نہیں دیتی۔

تیسری قسم کا بل "دھن بل" ہوتا ہے۔ دھنوان آدمی بڑی آسانی سے اپنی ضروریات مہیا کر سکتا ہے۔ دھن کے زور پر دُوسروں کو قابو میں لا سکتا ہے۔ دھن کی مدد سے اپنے بہت سے کام سرانجام دے سکتا ہے۔ جہاں جاتا ہے محض اپنی امیری کی

وجہ سے عزّت پاتا ہے - امریکہ آج دُوسرے دیشوں کو محض اپنی دَولت کے بَل بوتے پر اپنی زنجیروں میں جکڑ رہا ہے۔ نِردھن دیش کچھ نہیں کر سکتے۔

چوتھی قسم کا بَل "من بَل" ہوتا ہے - جس اِنسان کا من طاقتور ہے - قوّتِ اِرادی مضبوط ہے، وہ "جن بَل" اور "دھن بَل" نہ ہونے پر بھی اپنی مقصد براری میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

پانچویں طرح کا بَل "بُدھی بَل" ہے - ایک عقلمند اِنسان سینکڑوں بے وقوفوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے - جس طرح عقل رکھنے والا ایک آدمی سینکڑوں حیوانوں کو ہانک کر لیجا سکتا ہے، اُسی طرح ایک باعقل اِنسان ہزاروں اِنسان نُما بے عقل حیوانوں کو جدھر چاہے لگا سکتا ہے - بھارت باسیوں میں عقل کی بھی بہت کمی ہے - اِسی لئے مٹھی بھر عقل سے بہرہ ور انگریزوں نے کروڑوں ہندوستانیوں کو صدیوں تک اپنی غلامی کی زنجیر میں باندھے رکھّا - آج بھی "دھرم خطرے میں ہے"۔ "پنتھ خطرہ میں ہے"۔ "دین خطرہ میں ہے"۔ کا نعرہ لگا کر چالاک اور خود غرض لوگ ہزاروں بلکہ لاکھوں بھارت واسیوں کو مصیبت کی بھٹّی میں دھکیل سکتے ہیں - دُوسری قسم کے سبھی بَل بیکار رہ جاتے ہیں - اگر بُدّھی بَل کی کمی ہو - بھارت والے محض عقل کے لئے دُعائیں ہی مانگتے ہیں - لیکن اُن کے خیالات اور کردار سبھی اس قسم کے ہوتے ہیں - جو عقل کی تباہی کرتے ہیں۔

ایک اور قسم کا بَل "وِدیا بَل" ہوتا ہے - پڑھا لکھّا اِنسان اَن پڑھوں کو اپنے پیچھے لگا سکتا ہے - اپنی وِدّیا کے بَل پر عزّت حاصل کر سکتا ہے - لیکن افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بھارت والوں میں اِس بَل کی بھی غائیت درجہ کی کمی ہے - دس بارہ فی صدی پڑھے لکھے آدمی ہونا نہ ہونے کے برابر ہے۔

یہ سبھی بَل بڑے کام کے اور بڑی اہمیّت والے ہیں، لیکن اِن سب سے بڑھ کر ایک اور بَل ہے - جس کا مقابلہ یہ سارے بَل مِل کر بھی نہیں کر سکتے - اِسے "آتم بَل" کہتے ہیں - بھارتی رِشیوں نے باقی سبھی قسم کے بَلوں کو آتم بَل کے مقابلہ میں حقیر اور بے حقیقت بیان کیا ہے - ان کی ساری طاقت آتم بَل کے حاصل کرنے میں ہی لگتی تھی۔

رِشی یاگیہ ولک، جب اپنا دھن اپنی دونوں دھرم پتنیوں کو بانٹ کر تپسیا کے لئے جانے لگے - تو ایک پتنی نے پوچھا - کہ کیا وہ دھن اُس سُکھ کو دینے والا ہوگا، جس سُکھ کے لئے رِشی خود دھن تیاگ کر جا رہے تھے - تو رِشی نے کہا :- "نہیں!"

آتم سُکھ کے برابر کوئی بھی دُوسرا سُکھ نہیں ہے - بھارتی سبھیتا اور بھارتی شاستر سبھی آتم بل کی عظمت کو پُکار پُکار کر بیان کرتے ہیں - اِسی آتم بَل کے سہارے ہی لنگوٹ بند رِشی دیانند نے سوتے ہوئے بھارت کو جگایا اور اِسی بَل کے آدھار پر دُنیا کی سب سے بڑی طاقت رکھنے والی برطانوی قوم کو ہندوستان سے اُس ہڈیوں کے ڈھانچے، نہتّے مہاتما گاندھی نے باہر نکال دیا۔

بھارت باسیوں کا اِنتہائی مقصد "آتم بَل" رہا ہے - اور اِسی بَل کے دھارن کرنے والا ہونے کی وجہ سے بھارت ورش ساری دُنیا کا گورو کہلاتا رہا ہے - لیکن جب سے اِس بَل میں کمی آئی ہے - تبھی سے یہ غلام - کنگال اور محتاج بن گیا ہے - اِس لئے ضرورت ہے کہ ہم اِس بَل کو حاصل کرنے کے لئے زیادہ سے زیادہ توجہ دیں۔

(باقی پھر)

بنائے تکمیل

از قلم ڈاکٹر راج بہادر ورما راز
بریلوی

جذبۂ عشق و محبت کا اثر دیکھیں گے
ٹہنی ٹہنی پہ اُمیدوں کا ثمر دیکھیں گے

منظرِ عام کبھی راہ گذر دیکھیں گے
تجھکو ہر گام پہ اے ذوقِ نظر دیکھیں گے

سوختہ جان و جگر کرکے اگر دیکھیں گے
پہلوئے شمع میں تنویرِ سحر دیکھیں گے

ظلمتِ شب کی سیاہی نہ رہے گی مانع
بدر دیکھیں گے کبھی نورِ قمر دیکھیں گے

چاہنے والے تڑپ اُٹھیں گے بیخود ہو کر
دل میں چبھتے ہوئے جب تیرِ نظر دیکھیں گے

عرصۂ عشق میں مٹ مٹ کے تیرے دیوانے
مورچۂ حسن کے ہنگاموں کا سر دیکھیں گے

میری جانب تو حیا سے نہ اُٹھائی گردن
چشمِ مشتاق - پریشاں ہے کدھر دیکھیں گے

منتہائے غمِ فرقت ہے بنائے تکمیل
بے اثر آہوں سے تاثیرِ اثر دیکھیں گے

ہم ہلا دیں گے کسی روز زمین اور فلک
تیرے وعدوں میں اگر کوئی کسر دیکھیں گے

ہوش آتا ہے تو کرتا ہوں جنوں سے یہ سوال
کیا کہیں گے وہ مجھے آکے اگر دیکھیں گے

خلق دیکھے گی تماشۂ محبت اے راز
دیکھنے والے مگر دردِ جگر دیکھیں گے

دھرم اور سداچار ——— قسط دوئم

از قلم مہاتما ہری سنگھ جی

دھرم کے نرنے میں ہمارا آپ کا یا اور کسی کا کہا ہوا واکیہ پرمان نہیں ہو سکتا۔ پرمان سروتھا وید واکیہ ہی رہے گا۔ جو شرو دھاریہ ہے اور اُس کا اُلنگھن پاپ اور ادھرم ہی سمجھا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ وید کے اندر ودھی اور نشیدھ دو طرح کے منتر ملتے ہیں۔ ودھی منتر وہ ہیں، جن کے دوارا کچھ ودھان کیا جاوے، جیسے "अहर सन्ध्याम् उपासीत्" یعنی پرتی دن سندھیا کرے یا "स्वाध्यात् मा प्रमदः" ارتھات سوادھیائے سے پرماد نہ کرے۔ اسی طرح نشیدھ منتر وہ ہیں۔ جن سے کچھ نشیدھ کیا جائے، جیسے "कलञ्जं मा भक्षयेत" یعنی مانس بھکشن نہ کرے، یا۔ "नहिस्यात् सर्वा भूतानि" ۔ یعنی کسی جیو کی ہنسا نہ کرے۔ اس لئے وید جو ایشور کی بانی ہے، وہی آدیش ہے۔ وہی حکم ہے، وہی پرمان روپ سے مانا جائے گا۔ مگر ہر کسی کا کہا ہوا واکیہ مطلق مانیہ نہ ہوگا۔

اس لئے اگر شاستر باہیہ ناستک لوگ اس قسم کے آکشیپ کرتے ہیں کہ اس لوک کے سوائے اور پرلوک آدی لوک موجود نہیں، تو اُن کا کہا ہوا واکیہ ہرگز پرمان نہیں مانا جا سکتا، کیونکہ اُن کی شاستری نظر نہیں، اور سورگ نرک آدی پرلوک تو فقط شاستر سے ہی سُنے جاتے ہیں۔ اُن کا پرتکھش گیان کسی کو ہے نہیں۔ پس شردھاوان کے لئے ہی یہ سب وستھا ہے، کہ وید اور شاستر پر پورن وشواس رکھتا ہوا دھرم اور کرتیہ انوشٹھان میں تو اُترتا ہے۔ مگر کسی بھی حالت میں ادھرم اور پاپ آچرن کرتا نہیں۔ پس تمہیں بھی اُوپر بتلائے ہوئے ناستکوں کے غلط وچاروں کو قطعی طور پر چھوڑ کر ایک ماتر شاستر وکت مارگ کے آولمبن دوارا دھرم پرائن ہونا ہی واجب ہے۔

ہم پاٹھکوں کے لئے یہاں چند سمرتی واکیہ بطور تصدیق بھی حاضر کرتے ہیں۔

(1) "धर्मे सर्वं प्रतिष्ठितं" ارتھات۔ دھرم میں سب پرتشٹھت ہے۔

(2) "आचार हीनो नु पुनन्ति वेदः" " آچار رہت پرانی کو وید بھی پوتر نہیں کر سکتا۔

(3) "धर्मेण पापमुपनुदति" " فقط دھرم سے ہی پاپ کو دبا لیتا ہے۔

(4) "यतो धर्मस्ततो जयः" " جہاں دھرم ہے، وہاں ہی جے ہے، اور

(5) "यद्वै किंचित् मनुरवदत् तत् भेषजं" " جو کچھ بھی منو جی نے کہا۔ وہی اوشدھ (امرت) ہے۔

لیکن پیشتر اس کے کہ ہم اپنے اس مضمون کو ختم کریں۔ ایک پُر معنی اور نہایت ضروری بات ہمیں ابھی کہنی ہے، جس پر ہم اپنے پاٹھکوں کو متوجہ کرتے ہیں۔ ہم نے شروع شروع میں دھرم کا اُپیوگ "अभ्युदय" یعنی اُنتی میں اور "निश्रयस" یعنی مکتی میں بتلایا تھا۔ چنانچہ اُس کے اندر اس قدر جاننا ابھی باقی ہے کہ اُن دونوں کے درمیان بھی دھرم کی اُپیوگتا مکتی میں پردھان اور مکھیہ رہے گی۔ گو لوکک اور پارلوکک، اُنتی میں بھی سادھن دھرم ہی ہے۔

جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں - مگر جان لو کہ وہ اُپیوگتا گوُن ہے مُکھیہ نہیں - وجہ اُس کی یہ ہے کہ وید بھلے ہی پہلے اِس جیو کی پاپ پروِرتی ہٹانے کی غرض سے لوک اور پرلوک، کے وِشیوں میں لالچ دِکھلاکر اُسے سکام کرموں کا اُپدیش دیتا ہے، یا پھر بعد میں اُنہیں وِشیوں میں دوش درشن پُوربک نِشکام انوشٹھان کی بھی آگیا دیتا ہے - لیکن آخری مُدعا وید کا اُن تمام کرموں کے تیاگ سے آتم گیان اور مُکتی میں ہی ہے - پس " अभ्युदय " اگر دھرم ہے، تو " निश्रयस " پرم دھرم - باقی چونکہ جب تک اَنتہ کرن کے مَل دھرم انوشٹھان سے دھوئے نہیں جاتے، اور جب تک وِشے ویراگ نہیں ہوتا، آدمی گیان کا ادھیکاری نہیں ہوتا - اِس لئے پہلے ادھیکار کی خاطر وید کرموں کے انوشٹھان کو، اور بعد میں اُنہیں کے تیاگ کا اُپدیش دیتا ہے - یوں کیا کرم انوشٹھان اور کیا کرم سنیاس، دونوں ہی وَیدک ہونے سے پرمارتھ پنتھ میں اُپیوگی جانے جاتے ہیں، اور اسی طرح ہی اُن دونوں کی " अभ्युदय " اور " निश्रयस " میں اُپیوگتا ہے - دیکھئے، اِس کے اندر بھی منوسمرتی کیسا اعلےٰ سنکیت کرتی ہے!

" अयं हि परमो धर्मो यदे योगेन आत्म दर्शनं. " ॥ یعنی یہ تو پرم دھرم ہے - جو گیان یوگ آدی سادھنوں سے آتما کا درشن یعنی ساکھیات کار ہے -

پس دھرم آدی سادھنوں کا کرم یعنی سلسلہ یوں رہے گا، کہ پہلے انادی کال سے جمع ہوئی ہوئی پاپ پروِرتی کو ہٹانے کی غرض سے منش سکام یُنیہ انوشٹھان کرے، اور نیک اور سدآچاری بنے - چنانچہ قلب کے تمام مَل دُھل جائیں گے - ازاں بعد اُنہیں کرموں کو نِشکام ہو کر ایشور ارپن بدھی سے کرے - جس سے تمام دُنیاوی خواہشات بھی انتہ کرن سے دُور ہوں گی اور یہ گیان کا ادھیکاری بنے گا - ادھیکاری ہو کر پھر تمام وَیدک اور سمارت کرموں کا تیاگ کر کے گورُوؤں کو پراپت کرے اور اُن سے ویدانتوں کے اُپدیش سُنے بچارے، اور ندھیاسن کرے - جس سے تتو گیانی ہو کر آخر مُکتی پاوے - مُکتی کی پراپتی میں گو یہ سبھی یکے بعد دیگرے مِل کر سادھن ہوتے ہیں، مگر مُول اِن سب کا دھرم اور سداچار ہی سمجھنا چاہئے - جس طرح ایک بڑی عمارت کی نیو ہوتی ہے جس پر کہ وہ کھڑی کی جاتی ہے - ٹھیک اِسی طرح پرمارتھ کی بڑی منزل بھی دھرم نیو پر ہی ٹھہر سکتی ہے - لہٰذا دھرم کرم اور سدآچار کو ہی اور سب سادھنوں سے ترجیح دے کر مُتبدی کو اِس کے شغل میں اُترنا چاہئے - کیونکہ بجز اِس کے سنبھلنا ناممکن ہے - دھرم انوشٹھان چونکہ ایشور آگیا ہے - جو بھی اُسے قبول کرتا ہے - ایشور کی کرپا کا پاترہ بنتا ہے اور اِسی وسیلے پرمارتھ پنتھ پر آروڑھ ہو کر جلدی ہی اپنا سفر طے کر لیتا ہے -

ویسے تو سمرتی گرنتھوں میں کئی طرح کا دھرم نردیش ہوا، مثلاً —

(1) ورن دھرم (2) آشرم دھرم (3) سامانیہ دھرم (4) وشیش دھرم (5) سادھارن دھرم وغیرہ - مگر اُن کے وِستار میں ہم نہیں جاتے - کیونکہ یُوں مضمون کے کافی لمبا ہو جانے کا بھے ہے - مگر ہاں! اِسقدر تو کہہ دینا ضروری ہے کہ سرونتھا ورن اور آشرم دھرم ہی اُن تمام دھرموں کے اندر پردھان مانے گئے ہیں - چنانچہ اپنے اپنے ورن اور آشرم دھرم انوشٹھان کے دوارا ہی انتہ کرن کی شُدھی کرے - بھُول کر بھی ادھرم اور پاپ میں نہ اُترے - بلکہ ادھرم اور پاپ کو سانپ اور بچھو کی مانند جان کر اُنہیں کبھی نہ چھوئے - فقط اپنے دھرم کو ہی بھگوت پُوجا کی سامگری بنا دے اور ایشور پرستنا لابھ کرے -

بس یہی سچی خوشی، اصلی شانتی، اور اعلےٰ اُنتی کا صحیح راز ہے - اِس سے کبھی گمراہ نہ ہو - چنانچہ اِتنا ہی دھرم کے سمبندھ میں جاننا ضروری ہے -

اوم شانتی شانتی شانتی !!!

شری ہوماشنی نند !

پربھو درشن

دیوان پنڈی داس جی چوپڑہ ۶۷/۳۹ پٹیل نگر نئی دہلی

اوم کے پریمیو! آؤ، اِن آنکھوں سے پربھو کے درشن کر لو! ــــ اکثر لوگ کہا کرتے ہیں کہ اگر پرماتما ہے تو دکھائی کیوں نہیں دیتا ہے؟ گویا کہ وہ فرض کر لیتے ہیں کہ کسی شئے کے ہست کا صرف ایک ہی ثبوت ہو سکتا ہے کہ وہ شئے نظر آ دے۔ حالانکہ بے شمار ایسی اشیا ہیں جنکا کہ بصیرت یعنی بینائی سے کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ اور پھر بھی وہ حقیقی معنوں میں ہست ہیں۔ پہلے تو حواس خمسہ یعنی پنچ گیان اندریوں میں سے آنکھیں کو چھوڑ کر باقی چار اندریوں کی شہادت یا مشاہدہ آنکھوں سے تو نظر نہیں آسکتا ہے۔ تاہم کیا ہم اس بنا پر اُن کی ہستی سے انکار کر سکتے ہیں؟ اسی سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا اپنا سوال ہی کتنا غیر معقول استفسار ہے۔ اور اگر ایک سوال ہی غلط ہو تو اس کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟ کیا میں سوال کر سکتا ہوں کہ میری آنکھیں سونگھ کیوں نہیں سکتی ہیں؟ ایسا کرنا تو اُن کا قدرتی مقصد ہی نہیں ہے ــ ایسے غلط سوالوں کا کوئی جواب کیسے ہو سکتا ہے؟

عین اسی طرح سے یہ سوال بھی ایک غلط امر مفروضہ پر مبنی ہے کہ اگر پرماتما ہے تو ہم کو نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ کیونکہ ہر قسم کی ہستی کا مدار ہماری قوت بصیرت یا بینائی پر نہیں ہے۔ یہ وسیع، لامحدود و لا انتہا سلسلۂ عالم اُس ذات پاک (پرماتما) کا مظہر ہے۔ "ایہہ جگت ہر کا روپ ہے ـ ہر روپ نظری آئیا" اور جیسا کہ ایش اُوپنشد کے پہلے منتر میں آیا ہے کہ "تو اس جگت کو ایشور سے ڈھانپ دے"۔ یعنی اگر تو اِن آنکھوں سے ایشور کے درشن کرنا چاہتا ہے تو تجھے اِس سلسلۂ عالم ویراٹ روپ جگت میں اسی کا جسمانی سروپ نظر آنا چاہیئے۔ پس اگر اِن آنکھوں سے اُس کے درشن کرنا ہی چاہتا ہے۔ تو وہ تو ہر دم تمہارے سامنے ہے۔ کیوں فضول اور بے معنی شکوہ کرتے ہو کہ اگر پرماتما ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے۔ وہ تو ہر دم ہر لحظہ عین اسی طرح سے نظر آ رہا ہے۔ لیکن جس طرح سے کہ آپ کے عزیز ترین دوست کی ذات حقیقی تو اِن آنکھوں سے ہمیشہ ہی مخفی رہیگی اور اُس کا مشاہدہ صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے۔ جبکہ تم اپنی ذات حقیقی سے واقف ہو گے۔ اسی طرح سے اس سلسلۂ نظام عالم کے پس پُشت بھی جو ذات حقیقی پرماتما ہے۔ اُس کا گیان تو صرف اُسی صورت میں ہو سکے گا، جبکہ تم اپنی ذات سے واقف ہو گے۔

یاد رکھو، اور ہمیشہ کے لئے یاد رکھو کہ اگر تم اپنی ذات کی کھوج کو چھوڑ کر پرماتما کی کھوج میں نکلو گے تو ضرور ضرور اپنے آپ کو اور پرماتما کو دونو کو کھو بیٹھو گے۔ اور اگر اپنی ذات کی کھوج میں نکلو گے تو پرماتما تمہیں اپنی ذات میں ہی مِل جاوے گا۔ وہ تو تمہاری ذات سے باہر کسی کھوج کا مقصود نہیں ہو سکتا ہے۔ بلکہ جب تم میں سے کھوج ہی مفقود ہو جاتی ہے اور صرف اپنا آپ ہی رہ جاتا ہے۔ تو وہی ذات پاک آخری حقیقت ہے جس کی تم تلاش کر رہے تھے۔

پیارے پریمی! اب بتاؤ کہ آیا اِن آنکھوں سے تمہیں پرماتما کے درشن ہو سکتے ہیں یا کہ نہیں۔ جہاں تک اِن آنکھوں کا تعلق ہے، وہ تو ہمیشہ ہی ہمارے سامنے جلوہ افروز ہے۔ دریاؤں کی روانی میں، سلسلہ ہائے کوہستان کی عظمت میں، سورج کے طلوع و غروب میں ــ چاند کی چاندنی میں۔ موسموں کی رنگینی میں ــ پھولوں کی خوشنمائی میں اسی ذات پاک کا مشاہدہ ہے۔ کیوں عبث سوال کرتے ہو کہ اگر پرماتما ہے تو وہ نظر کیوں نہیں آتا ہے!ـ وہ تو ہمیشہ تمہارے سامنے ہے۔ صرف تم اُسے پہچان نہیں پاتے ہو۔ اپنی ذات کی کھوج کرو۔ اور جب تمہیں اپنی ذات کا گیان ہو گا تو تمہیں معلوم ہو گا، کہ تمہارا اپنا سوال ہی بے معنی تھا۔ پھر دل کی گہرائیوں سے کہو گے!ـ

ڈھونڈتا پھرتا تھا جسے ہو کے ندیدہ ہر سو
میری آنکھوں میں چھپا تھا مجھے معلوم نہ تھا

ساتوِک وِچار دھارا

شری شررؔ سیلانی

دھرم کیا ہے۔ اس کا اصل مطلب کیا ہے اور ہم کیا لگا رہے ہیں۔ دھرم کا مطلب ہے۔ دھارنے یوگیہ۔ اپنانے یوگیہ۔ سو دُنیا میں کسی فرد و بشر کیلئے بھی دھارنے یوگیہ یا اپنانے یوگیہ دو چیزیں نہیں ہوسکتیں۔ یعنی ستیہ۔ اہنسا اور پریم یہ کسی کے لئے دو نہیں ہوسکتیں۔ یعنی کسی کے لئے جائز اور کسی کے لئے ناجائز۔ یہ سب کے لئے ایک ہی ہے۔ اس لئے سب کے لئے دھرم ایک ہی ہے اور دوسرے معنوں میں سب کا دھرم ایک ہی ہے۔ ہاں البتہ ہمارے مذاہب علیحدہ ہوسکتے ہیں۔ ہماری وچار دھارا علیحدہ ہوسکتی ہے۔ لیکن دھرم نہیں۔ دوسرے لفظوں میں دھرم ست کو بھی کہتے ہیں اور ست نام پاربرہم پرماتما کا ہے۔ یعنی دھرم ہی بھگوان ہے۔ خدا ہے۔

ویسے دُنیا کا کوئی مذہب بھی بذاتِ خود بُرا نہیں، کیونکہ ہر مذہب کے بُنیادی اصول دھرم پر مبنی ہیں۔ اس لئے سارے ہی مذاہب اچھے ہیں۔ اگر کوئی کمی ہے۔ کوئی ترُٹی ہے تو وہ اس مذہب کے کارکنوں کے وچاروں میں ہے۔ اُس مذہب کے ٹھیکیداروں کے خیالات میں ہے۔ مذہب میں نہیں۔ کیونکہ کوئی مذہب بھی یہ نہیں کہتا کہ چوری کرنا پاپ نہیں۔ جھوٹ بولنا پاپ نہیں۔ کسی کا دِل دُکھانا پاپ نہیں۔ کسی کو ہانی پہنچانا پاپ نہیں۔ کسی کا مذہب یہ نہیں کہتا کہ بھگوان۔ یا خُدا یا گوڈ دو ہیں۔ کسی کے مذہب میں موت غیر ضروری نہیں اور کسی بھی مذہب والوں کے پیدائشی شکل و شبات ایک دُوسرے سے علیحدہ نہیں، تو پھر کیا چیز علیحدہ ہے، جو ہندو اپنے مذہب کے اتنے قائل ہیں۔ مسلمان اپنے مذہب کے اتنے حامی ہیں۔ سکھ اور عیسائی اپنے مذہب کو اتنا چاہتے ہیں۔ صرف وچار علیحدہ ہیں۔ صرف راستے علیحدہ ہیں۔ اور ان وچاروں اور راستوں کا سہارا لے کر ہی چند مطلب پرست لوگ ایک دوسرے کو کافر کہہ اُٹھتے ہیں۔ اور ایک دُوسرے کو مارنے تک کے لئے تیار ہو بیٹھتے ہیں۔ اگر کسی مذہب میں کوئی ایسا کرتا ہے، تو ہمیں سمجھ لینا چاہیئے کہ وُہ مطلب پرستی کی بنا پر ایسا کر رہا ہے۔ اپنے مذہب کی بنا پر نہیں۔

ہندو مُسلم سکھ یا عیسائی ہونا، یہ بھی موقع کی بات ہے۔ چانس کی بات ہے۔ ایک شخص اسلام کو سب مذاہب سے اعلےٰ ترین تصوّر کرتا ہے اور دُوسرے سب مذاہب کو حقیر خیال کرتا ہے۔ کیونکہ اُس نے مُسلم فیملی میں پرورش پائی ہے، اگر وہی شخص کسی ہندو فیملی میں پیدا ہوتا، تو شائد وہ ہندو مذہب کو ترجیح دیتا۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ مذہب کے کارکنوں کے راستوں میں، طریقوں میں۔ وچاروں میں، خیالات میں خرابی ہوتی ہے جس کو ہم اکثر مذہب کی خرابی سمجھ بیٹھتے ہیں، اور در اصل مذہب کی کوئی خرابی نہیں ہوتی۔ جب انسان کو آتم گیان ہوجاتا ہے۔ اپنے آپ کا گیان ہو جاتا ہے، تو ہر اِک کو اپنے جیسا ہی مانتا ہے۔ ہر ایک میں اپنی آتما کا پرکاش دیکھتا ہے بے شک وہ کسی مذہب کا پیروکیوں نہ ہو، کیونکہ مذہب کے علیحدہ ہونے سے آتما علیحدہ نہیں ہوتی۔ سب کی آتما اسی طرح ایک رنگ اور ایک رُوپ والی ہے، جس طرح مختلف رنگوں کی گایوں کے دُودھ کا رنگ اور رُوپ ایک ہے۔

لیکن ہم آج اصلیت سے اتنے بے بہرہ ہوچکے ہیں۔ صداقت کو اس طرح بالائے طاق رکھ چکے ہیں۔ حقیقت کو اس طرح فراموش کرچکے ہیں کہ ہمیں اپنے دھرم اور مذہب کا صحیح مطلب بھی معلوم نہیں، ہم صرف لکیر کے فقیر بن کر رہ گئے ہیں۔

ہم اپنے مذہب کو کیا کھلونا سمجھ بیٹھے ہیں کہ ہندو ہو تو نہا دھو کر گیتا کا پاٹھ کرے، سکھ ہو تو گرنتھ صاحب کی بانی پڑھے، مُسلم ہو تو قرآن شریف

کی آیت ۔ اور عیسائی ہو ، تو بائیبل کا چیپٹر ، اور پھر بند کر کے رکھ چھوڑے ۔ بے شک ساری عمر اُس کی ایک لائن کا مطلب بھی نہ سمجھے ۔ اور اس پہ عمل پیرا نہ ہو ۔ اور اُس کے بعد بے شک وُہ دِن بھر کتنا ہی جھوٹ بولے ۔ دُوسروں کو کتنا ہی دھوکا دے اور اپنی مطلب براری کا شکار بنائے ۔

لیکن اگر وُہ ایسا نہیں کرتا ، تو سماج اُس کو ادھرمی سمجھتی ہے ۔ اُس کے بھائی بند اُس کو مذہب سے گرا ہوا تصوّر کرتے ہیں ۔ اور بہت سے ہمارے ہندُو بھائی تو یہاں تک کے قایل ہیں کہ اگر کسی کے ساتھ اُن کا کپڑا تک چھُو جائے ۔ تو وُہ یہہ سمجھتے ہیں کہ وُہ دھرم سے گر گئے ۔ اِس لئے اشنان ضروری ہے ۔ لیکن یہہ دھرم سے گرنا نہیں ۔

دھرم سے انسان جھوٹ بولنے سے گرتا ہے ۔ کسی کو دھوکا دینے سے گرتا ہے اور دُنیوی نظریّے سے ہم نے جس چیز کو جو نام دیا ہے ، جس چیز کا جو نام رکھا ہے ۔ مثلاً بہن ۔ لڑکی ۔ پتنی ، اس کے ساتھ ویسا ہی وِیوہار نہ کرنے سے گرتا ہے ۔ اور دھرم سے گرنا ، اپنے اصول سے گرنا ہی دُکھ اور مُصیبت کا کارن ہے ۔ جس کو ہم روز مرّہ کی زندگی میں کوئی خاص اہمیت نہیں دیتے ، اور اپنا مطلب حل کرنے کے لئے اپنی تھوڑی سی خُوشی کے لئے ۔ تھوڑے سے فائدے کے لئے دُوسروں کا کتنا نقصان کرنے پر تُل جاتے ہیں ۔

جو اپنے دھرم سے نہیں گرتا ۔ جو اپنے دھرم کے اصولوں پہ اٹل رہتا ہے ۔ اس کا انتہ کرن شُدھ ہو جاتا ہے ۔ اور انتہ کرن کی شُدّھی سے شانتی ملتی ہے ۔ شانتی سے آتم گیان ، اور آتم گیان سے مُکتی ۔ اِن سب باتوں کا نچوڑ یہ ہے ، کہ جو دھرم کا ساتھ نہیں چھوڑتا ۔ دھرم بھی اُس کا کبھی ساتھ نہیں چھوڑتا ۔

دراصل اس میں ہمارا کوئی قصوُر نہیں ۔ کیونکہ آجکل ہمارے سکوُلوں اور کالجوں کی تعلیم بھی ہمیں اپنے دھرم کے نزدیک لے جانے کی بجائے اس سے بہت دُور لے جانے والی بن کر رہ گئی ہے !

ہمیں اور کتنے ہی مضمون پڑھائے جاتے ہیں ، جن کا تعلّق ہماری زندگی میں صرف نوکری یا ڈِگری حاصل کرنے تک ہی محدوُد ہے ۔

ہمیں افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اپنے سکولوں اور کالجوں میں دھرم نامی کوئی مضمون نہیں پڑھایا جاتا ۔ (ایک وقت تھا جبکہ ہمیں ہماری گورُوکلوں کی تعلیم میں سب سے پہلے یہ سبق پڑھایا جاتا تھا ۔) پھر ہمیں کہاں سے پتہ لگے ۔ کہ دھرم کیا چیز ہے ۔ دھرم کا کیا مہتّو ہے !

اگر کوئی کبھی بھوُل کر بھی ہمارے لیڈران سے یہ سوال کر بیٹھتا ہے ۔ کہ ہمیں یہہ سبجیکٹ پڑھایا جائے ، تو اُس کا یہ جواب ہے ۔ کہ " یہ سبجیکٹ نہیں پڑھایا جا سکتا ، کیونکہ اِنڈیا ایک سیکولر سٹیٹ ہے ۔ لیکن شاید ہمارے لیڈران بھی اس امر سے بے بہرہ ہیں کہ ہر مذہب کے بُنیادی اصوُل ایک ہیں ۔ اور ہر انسان کا دھرم بھی ایک ہی ہے ۔ خُدا بھی ایک ہی ہے ۔ دُنیا بھی ایک ہی ہے ، اور منش جاتی بھی ایک ہی ہے ۔ اگر اُنہیں یہ پتہ ہوتا تو ہمیں کبھی اس آبحیات سے محروم نہ رکھتے !!

مانو ہے کہاں تو

لیکھک
کوی دِل

وایو لئے انچل میں سواس آئی ہوئی تھی !   اور شویت شرد چاندنی بھی چھائی ہوئی تھی !
اِک نڈیا کے تٹ پر تھی ہری گھاس مہکی   بیٹھے ہوئے تھے گھاس پہ کچھ پشو اور پکشی
اِک مٹی کے ٹیلے پہ تھا پردھان سشوبھت   اور باقی سبھاسد بھی تھے ان گنت اپستھت
کیوں شریشٹھ ہے مانو یہ سبھی سوچ رہے تھے   اس وشے پہ ہر اک نے وچار اپنے دیئے تھے

سب دیکھتے تھے ہوگا ابھی کوئی اشارا
اِک آ ہی گیا مانو ابھیمان کا مارا

پردھان نے سمان سے مانو کو بٹھایا   اس مان پہ آپے میں وہ پھولا نہ سمایا
یہ جانتا تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے   اور مانتا تھا مجھ سے بڑا کوئی نہیں ہے
پوچھا کہ تیری سریشٹھتا کا کون ہے کارن   کیوں تم کو ہر اک سے ملا اونچا سنگھاسن
بولا کہ میں آکاش میں لوہا ہوں اڑاتا !   اور سندھو کی چھاتی پہ ہوں تنکے سا بہاتا
وایو میری مٹھی میں ہے بجلی میری داسی   بن جاؤں گا کچھ ورشوں میں ششی لوک کا باسی
پروت کئی کاٹے ہیں تو چیرے کئی ساگر   ہیں لائیٹ و میوزک سے ہوں دنیا میں اجاگر
دنیا کے ہر اک کونے میں سندیش سناؤں   اور پلک جھپکنے کی بھی دیری نہ لگاؤں
یہ راکٹ، یہ ایٹم بم نے ہیں بنائے   میں اٹھوں تو اک دنیا مجھے سیس جھکائے

پردھان مہودیہ نے سوئم مالا پہنائی
اور بولا کہ کچھ اور کہو اپنی بڑائی

تب بولا کہ وشواس مجھے ہے بھج بل پر   میں چاہوں تو آکاش بچھا دوں بھوتل پر
گج راج نے تب سونڈ سے اک درخش اکھاڑا   اور بولا کہ کتنوں کو ہے اس طرح پچھاڑا
تب گھوڑے سے بل پڑ تو گئے ماتھے کے اوپر   پر بول اٹھا پھر بھی وہ ساہس سے سنبھل کر
میں دوڑ لگانے میں ہوں ہر ایک سے آگے   جب پاؤں اٹھاؤں تو کوئی ساتھ نہ بھاگے

تب بول اُٹھا گھوڑا، ذرا مجھکو نہارو
پھر دل میں جو آجائے وہی بات اُچارو
جنجھلا کے وہ بولا کہ میں کھانے پہ جو آجاؤں
کوئی بھی وہاں بیٹھا ہو میں ہار نہ کھاؤں
گدّھے نے کہا۔ تن کے یوں رہنا نہیں اچھا
یہ جھوٹ میرے سامنے کہنا نہیں اچھا
پھر بول اُٹھا کون بھلا مجھ سے ہے چنچل
وانر نے کہا آنکھ سے میں ہوں نہیں اوجھل
تب بولا کہ میں وِشو میں اُتّم ہوں نرت کار
اِک مور نے مستی میں کہا۔ دیکھیے سرکار
مانو نے کہا سب سے سُریلا ہے میرا گان
کوئل نے کسی کونے سے تب چھیڑ دی اِک تان
بولی کہ اِدھر سنتا بھی کیا خوب ہے گاتی
ہے اِس سے بھی بڑھ کر تیری آواز سُریلی؟
تب ہو کے چکیت بولا کہ میں رُوپ کی ہوں کھان!
بول اُٹھی چکوری کہ ذرا چندر کو پہچان!
تب اُٹھ کے لگا کہنے میرے نین ہیں سُندر
اِک ہرن پکارا کہ کہو۔ مجھ سے بھی بڑھکر؟"
کھنجن نے کہا میں بھی تو بیٹھا ہوں سبھا میں
پھر کمل نے سنکیت کیا مدھر ادا میں
ڈھیٹھوں کی طرح بول اُٹھا ہاتھ اُٹھا کر
میں تن پہ پہنتا ہوں بڑے قیمتی وستر
بھیڑوں نے کہا اُون تو ہوتی ہے ہماری
اور دیکھئے، وہ سامنے کپّاس کی کیاری
پھر ریشمی کیڑے نے کہا، دیکھئے سرکار
ہو جائے گا اِک سپنا، جو منہ سے نہ بنوں تار
کچھ تھک تو گیا پھر بھی مگر ہار نہ مانی!
بولا کہ بہت صاف پیا کرتا ہوں پانی!!
تب ایک کبوتر نے کہا گردن اُٹھا کر
گدلا جسے کرتا ہوں میں پنکھوں سے نہا کر
تب بولا کہ بھوجن میرا ہر جیو سے اُتّم!
اِک بیل پکارا کہ ہے سچ اِس میں بہت کم
"جو کھیت میرے پاؤں سے روندے نہیں جاتے
راجا ہو کہ پرجا اُسے بالکل نہیں کھاتے
تب بولا کہ لبیت ہوں میں پھلوں کا آہار
طوطے نے کہا، جن کو کترتا ہوں میں سرکار؟
جب پشوؤں کی آواز سے چکرا گیا مستک
اور پنچھیوں کی بات سے بھنّا گیا مستک
پھر پونچھنا یاد آگیا ماتھے کا پسینہ
ابھیمان ہوا چور تو سکچا گیا سینہ

پھر بولا کہ ویدوں سے مجھے ایسا ملا گیان
اُس گیان سے میں لیتا ہوں بھگوان کو پہچان

پردھان ہو دیہ نے کہا، اب میں گیا جان
پردھان ہر اِک گن سے ہے بس ایک ترا گیان
یہ گیان چرندوں نہ پرندوں میں اُجاگر
مانو کے ہردیہ میں ہی اُمڈتا ہے یہ ساگر
سب کچھ ہے ترے جیون میں ہے یدی گیان نہیں تو
اُس برہم کی اُس پربھو کی پہچان نہیں تو

"پشوؤں سے بھی نکرشٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو
ہم بھرشٹوں سے بھی بھرشٹ ہے۔ مانو ہے کہاں تو

ایک مہاتما کا پرساد

قسط دوئم

از لالہ جگن ناتھ جی کھنہ یفقی - بی اے - بی ٹی

منشیہ کا گرہستی جیون بھی آتمک اُنتی کا ہی ایک سادھن ہوتا ہے، اگر اس جیون کو بھوگ وِلاس آدی میں یا دھن سینچے کرنے، سوارتھ سِدّھی کیلئے، دوسروں سے دویش کرنے، نِندا کرنے۔ اور موہ رُوپ جال میں پھنسے رہنے وغیرہ اشبھ کاموں میں ہی گذار دیا جائے، تو منشیہ اپنے جیون کا واستوِک اُدّیش پُورا نہیں کرپاتا، اور آواگون کے چکّر سے نہیں چھوٹ سکتا۔ جیسا گیتا بھگوتی میں بتایا گیا ہے کہ:-

انیک چت وِبھرانتا، موہ جال سماورِتہ

پرسکتہ کام بھوگیشو پتنتی نرکے اشچُو (۱۶/۱۶)

ارتھات:- انیک پرکار سے بھرمت ہوئے چت والے، موہ رُوپی جال میں پھنسے ہوئے، وِشے بھوگوں میں اتینت آسکت ہوئے جہاں اپوِتر نرک میں گرتے ہیں۔

گرہست آشرم کے دھرموں کا یتھو چت رِیتی سے پالن کرنا بڑا کٹھن ہے۔ جو کرم شیل گرہستی اُن کو پالنے ارتھات اُن پر ٹھیک طرح سے عمل کرنے میں سپھل ہو جاتا ہے اور کسی اوسر پر اِس مارگ سے پتھ بھرشٹ (گمراہ) نہیں ہوتا۔ اُس کا جیون آدرش ہوتا ہے۔ زیادہ سنتان پیدا کرنا گرہست کے لئے آوشیک نہیں ہوتا۔ جو اِسی بات کو اپنے جیون کا وشیش لکش یا دھیئے سمجھ بیٹھے ہیں۔ غلطی پر ہیں۔ اس سے اُنہیں طرح طرح کی کٹھنائیاں ہی سہنی پڑتی ہیں۔ اور اُن کا سارا جیون اِس اُدھیڑ بُن میں ہی گزر جاتا ہے۔ سہ

یہ کر لیا، یہ کرتا ہوں، یہ کل کروں گا میں

اِس فکر و انتظار میں شام و سحر گئی

آجکل تو سرکار اِس کوشش میں ہے کہ سنتان کا زیادہ پیدا کرنا قانونی طور پر ہی روک دیا جائے۔ لیکن اِسکی ضرورت ہی نہیں پڑ سکتی، اگر دمپتی دھرم مارگ پر چلتے ہوئے اپنی جیون یاترا پُوری کریں۔ سنتان ضرور ہو، لیکن ایسی جو کیول شاستری اور پِتری رِن اُتارنے والی ہو۔ نہ کہ کیول سنکھیا بڑھانے والی۔ تبھی تو کہا ہے:-

جننی جنے تو بھگت جن، یا داتا یا شُور،

نہیں تو جننی بانجھ رہے، کیا گنوائے نُور

ارتھات:- اے سنتان پیدا کرنے والی ماتا، تو ایسی سنتان پیدا کر، جو بھگت یا دان دینے والی یا شُور ویر بہادر ہو، اگر ایسا نہ ہو سکے، تو تمہیں بانجھ ہی رہنا چاہیئے، کیونکہ اُس صورت میں اپنے سوندریہ کو گنوانے سے کیا لابھ؟

بے شک ایک ہی سنتان ہو، لیکن ہو پرہلاد جیسی یا دھرو جیسی، جس سے تمہاری ہزاروں پیڑھیاں تر جائیں گی، نہیں تو

اولاد پیدا کرنا کسی کام کا نہیں سمجھا جائے گا۔ بچے تو گدھے کے، گھوڑے کے اور سُور کے بھی ہوتے ہیں۔ لیکن وہ پُتر نہیں کہلاتے، پُتر وہ ہے، جو پِتا کو نرک سے بچائے۔ جو سوئیم ترتا ہے، وہی اوروں کو بھی تار سکتا ہے۔

ایک کُتیا تھی، اُس کے سر میں کیڑے پڑ گئے۔ ایک دن وہ ایک مکان میں جا گھسی، بہت بھوکی تھی۔ اُس کے پیچھے اُس کا ایک بچہ بھی اندر جا گھسا مالک نے کُتیا کو باہر نکالنے کے لئے نوکر کو کہا۔ نوکر نے فوراً اُس کو ایک ڈنڈا مارا، اور وہ چیں چیں کرتی باہر بھاگ گئی۔ بچہ اندر ہی رہ گیا۔ مالک نے اُٹھ کر روٹی کا ایک ٹکڑا بچے کے آگے پھینکا، وہ اُسے کھا گیا۔ اگر پُتر ہوتا تو کبھی نہ کھاتا۔ وہ اُس آدمی کے پاؤں کو کاٹ کھاتا، کیونکہ اُس نے اُس کی ماں کا اپمان کیا تھا۔ اُسے بھوجن کیسے سوجھتا۔ یہ ہے انتر۔ ایک کُتیا کے پلے اور منشیہ کے پُتر میں، جو اپنی ماں کا اپمان کداپی نہیں سہہ سکتا۔ کتنے کھید کی بات ہے، کہ بھارت ماں کا اپمان ہو رہا ہو، اور ہم مرے سے جیون گزارتے رہیں۔ !!

ہمیں یہ جاننا بھی ضروری ہے کہ مریں کیسے؟ ویسے تو مرنا ہمارے بس کی بات نہیں ہے۔ پھر بھی ہمیں جہاں تک ہو سکے، یہی کوشش کرنی چاہئے کہ ہم ودھی پورو وک مریں، جس سے پھر جنم لینے کا دُکھ نہ رہے۔ دو طرح کے پُرشوں کو اُوتّم گتی پراپت ہوتی ہے۔ ایک پرم ہنس کی، جو سورج منڈل کو چھیدن کر کے اوپر چلا جاتا ہے۔ اور دوسرے سنگرام میں مرنے والے کھشتری کی، ارتھات جو دھرم کی رکھشا کرتا ہوا رن کھشیتر میں پران دے دیتا ہے۔ یدی ایسی گتی پراپت ہونا مشکل ہو، تو پرانی کو چاہئے، کہ گنگا تٹ پر ہی چلا جائے۔ اور سروسو تیاگ کر کے اپنے ہردے میں بھگوان کی منگل مئی چھبی بٹھا کر، شری گیتا اور وشنو سہسر نام کا پاٹھ کرتے ہوئے یا سنتے ہوئے کُشا کے آسن پر لیٹ کر اپنی دیہہ کو تیاگ دے!"

※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※ ※

مہاتما جی کا یہ اُپدیش سُننے کے بعد ایک سجن نے پوچھا کہ مہاراج کرپا کر کے اُس شاشوت دھرم کا نروپن کریں۔ جس کے سیون کرنے سے منشیہ جنم مرن کے بندھن سے چھوٹ کر کلیان کو پراپت ہو جاتا ہے۔ یہ پرشن سُن کر مہاتما جی بڑے پرسن ہوئے اور بڑے پریم سے اس طرح بولے:۔

شری بھگوان نے بھگوت گیتا میں یوں فرمایا ہے:۔

آروروکشور منیر یوگنگ کرم کارن مچیتے !

یوگا رُوڈھسیہ تسیئیو، شمہ کارن مچیتے !!

{ ادھیائے ۶ شلوک ۳ }

ارتھات:۔ سمتو بدھی روپ یوگ میں آروڑھ ہونے کی اچھا والے، منن شیل پُرش کے لئے یوگ کی پراپتی میں نشکام بھاؤ سے کرم کرنا ہی ہیتو (سبب) کہا ہے، اور یوگا رُوڑھ ہو جانے پر سرو سنکلپوں کا ابھاؤ ہی اُس یوگا رُوڑھ پُرش کے لئے کلیان کا ہیتو یا کارن کہا ہے۔ جس کا تاتپرئیہ یہ ہے کہ بھگوت پراپتی کی جگیاسا والے پُرش کو چاہئے کہ وہ سمتو بدھی روپ یوگ میں اُستھت ہو، جس کا سادھن کیول نشکام بھاؤ سے کرم کرنا بتلایا گیا ہے۔ جب اس طرح ابھیاس کرتے ہوئے وہ سمتو بدھی یوگ میں آروڑھ ہو جائے، ارتھات جب وہ سمتو بھاؤ اور نشکام بھاؤ سے کرم کرنے کا اس کا سوبھاؤ ہو جائے۔

ارتھات۔ جب راگ دویش، نندا استتی، سُکھ دُکھ آدی دوندوں سے اوپر اُٹھ کر، یا اُن میں سم بدھی رکھ کر وچرنے لگے، تو وہ سمتو بدھی روپ یوگ میں آروڑھ ہو جاتا ہے۔ جو سبھاؤ سے ہی دُکھ سُکھ میں ایک جیسا رہتا ہے، جسے اپنی ستتی سُن کر پرسنتا نہیں ہوتی، اور نہ ہی اپنی نندا سُن کر دُکھ ہوتا ہے، جس کا نہ کسی سے راگ ہے، اور نہ کسی سے

دویش - ایسا پُرش واستو میں یوگی ہے، اور جب اپنے اس بھاو میں پڑی بکیہ ہو کر سب سنکلپوں کو بھی تیاگ دیتا ہے۔ یعنی اس کے من میں کوئی ایسا سنکلپ پیدا نہیں ہوتا، جس کو پورا کرنے کے لئے اُسے کچھ کرنا پڑے۔ اور اسی سے اسے کلیان پراپت ہو جاتا ہے۔

یہ سن کر اُس جگیاسو نے نویدن کیا، کہ بھگون! اِس گوڑھ وشے کی کچھ اور ویاکھیا کیجئے؛ تاکہ اس کا تتو ہمارے دماغ میں بیٹھ جائے، اس کے جواب میں مہاتما جی بولے:-

"اے عزیز دانشمند! کلیان کا وہی ادھیکاری ہوتا ہے، جو سنسار سے مُنہ موڑ لیتا ہے، اس کی کوئی وستو اسے خلل انداز نہیں کر سکتی۔ استری، پُتر، دھن، سمپتی، مان، ایشوریہ آدی میں سے کوئی وستو بھی اسے اپنی طرف نہیں کھینچ سکتی۔ اور اس طرح سے وہ آتم آنند میں ہی سنتُشٹ ہو جاتا ہے، اور جو کرم بھی وہ کرتا ہے، کیول نشکام بھاو سے۔ ارتھات پھل کی آکانکشا نہ کرتے ہوئے ایشور ارپن بھاو سے، اس سے اس کا اپنا کوئی پریوجن نہیں ہوتا"

اسی بات کو شُگم ریتی سے آپ نے اِن شبدوں میں کہا ہے:-

مَن مَنا بھوَ، مَد بھکتو مَد یاجی مان نمسکُرو

مامیویشیسی، یُکت ویو ماتمانم مت پرائنہ!"

ارتھات:- کیول مجھ پرماتما میں ہی نرنتر من لگا۔ میرا ہی بھجن کر، پریم پُوروک میری پُوجا کر۔ مجھے ہی ڈنڈوت ساشٹانگ پرنام کر۔ اس پرکار میرے شرن ہوا آتما کو ایکی بھاو سے مجھ میں لگا کر میرے کو ہی پراپت ہوگا"

اس سے اور شُگم اُپائے ایشور پراپتی کا کیا ہو سکتا ہے۔

یاد رہے کہ جو پرُش یہ سمجھ کر کہ بھگوان جیسا کوئی بھی اس کا شُہرد، پریمی اور متر نہیں۔ نرنتر اننیہ پریم سے اُن کا چنتن کرتا ہوا سنسار میں ورتتا ہے، وُہی انہیں تتو سے جانتا ہے، اور ایسے پُرش کے لئے ہی بھگوان فرماتے ہیں، کہ وہ شریر کو تیاگ کر پھر جنم کو پراپت نہیں ہوگا۔

یہ سن کر جگیاسو بولا:-

"بھگون! اب یہ بتلانے کی اور کرپا کیجئے کہ بھگوان کو تتو سے جاننا کیا ہے؟۔ اس کے اُتر میں مہاتما جی نے کہا:-

"کہ بھگوان اجنما، اَوناشی اور اویکت اور سب پرانیوں کے ایشور ہونے پر بھی اپنی پرکرتی کو وش کر کے یوگ مایا سے پرگٹ ہوتے ہیں۔ کیول سادھو پُرشوں اور اپنے پیارے بھکتوں (جن کو وہ اپنی آتما ہی سمجھتے ہیں) کے اُدھار اور دُشٹوں کے ناش کرنے کے لئے اس بات کو اچھی طرح سے سمجھ لینا ہی کہ واستو میں تو وہ اجنما اور اوناشی ہیں۔ پرنتو مُوڑھ منش یہ ویکت روپ ہیں ارتھات شریر دھاری سے ہو کر اپنی لیلائیں کرتے ہیں۔ بھگوان کو تتو سے جاننا ہے۔

ان کو عام سنساری جیووں جیسا دیہہ دھاری سمجھ لینا سخت بھول ہے، کیونکہ ان کا شریر کرم رچیت نہیں ہوتا کیول یوگ مایا کا ہی رچا ہوا ہوتا ہے! اور انہیں یہاں کئے جانے والے کرم جو وہ لوک سنگرہ کے لئے کرتے ہی رہتے ہیں۔ ابھیمان نہیں کرتے۔

ارتھات:۔ وہ کرموں سے نہیں بندھتے، اس لئے وہ کرم کرتے ہوئے بھی اکرتا ہی رہتے ہیں۔ اور اسی بُدھی سے منش کرم کرتے ہوئے بھی اُن سے نہیں بندھتے!!

اور عقیدوں میں وُہی بُدھی مان ہے، جس کے سمپورن کاریہ کامنا اور سنکلپ سے رہت ہیں اور وُہی اُوچیہ گتی کو پراپت ہو سکتا ہے!

گیان پرکاش (مسلسل)

شری بھاگ مل سائینی

اے آتما! جن بے عقلوں کو اپنی اصلیّت، اس قالبِ انسانی میں آنیکے اصلی مقاصد اور اس چند روزہ زندگی کے سچّے فرائض تک کی کچھ خبر نہیں ہے، وہ حسین اور خوبصورت استریوں کو دیکھ کر شہوت نفسانی کو اپنے میں بڑھا لیتے ہیں۔ جہالت کا پردہ ان کی عقل پر کچھ ایسا پڑ جاتا ہے، کہ اُن میں آرام مانتے اور اپنے آپکو خوش قسمت جانتے ہیں۔ جس طرح کتّا خشک ہڈی کو چباتا ہے جسکی نوکیں مُنہ میں چبھتی جاتی ہیں، مسوڑھوں کا گوشت پھٹنے سے خون بہتا ہے، اس کو چاٹ کر وہ ہڈّی کا ذائقہ جانتا ہے، اور خوش ہوتا ہے۔ اسی طرح نادان شہوت پرست مباشرت کرتا، اور اس جلد زائل ہو جانے والی لذّت میں مست ہو کر تکلیف کو آرام خیال کرتا ہے۔ حسرتاً اپنی طاقت میں کمی دیکھتا ہے، مگر ذرا نفرت نہیں، بلکہ بدمست ہو جاتا ہے۔ مگر یہ عیش و عشرت کے سامان، یہ دُنیا کے راگ رنگ، یہ دل کو لُبھانے والی لذّتیں، سب قوس و قزح کے چمکیلے، سُہاونے رنگوں کی مانند بے قیام، پانی کے بُلبُلے کی طرح بے بُنیاد یا بجلی کی چمک کی طرح سریع الزوال ہیں، اس لئے اُن میں اپنا دل اُلجھانا عبث ہے۔ ....

...... ایسے عقل کے دُشمن ساری عمر آتشِ عشق میں جلتے مصیبتوں کے شکار بنتے، اور دوزخ کی آگ میں جلتے ہیں۔ یا پرماتما! دُشمن کو بھی تُو اس راہ پر نہ ڈالیو۔ اے آتما! اپنی عمرِ عزیز کو یُوں ہی نہ گنوا دینا۔ ان حسینوں کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھنے اور اُنکے حسن و جمال اور ناز و ادا کے تذکروں تک سے بھی سخت پرہیز کرنا، نہیں تو خنجرِ مژگان کی چوٹ جگر پر کھا کر بُری طرح گر پڑو گے۔ اور دل تھامتے ہی رہ جاؤ گے۔ بیچارہ دان پُرش ان کو مایا کی موہنی مُورت یا تکلیفوں کی مجسّم صورت جان کر اُن سے دل نہیں لگاتے۔ اور پری پیکروں سے یُوں مخاطب ہوتے ہیں۔ "تمہارا یہ جادُو محض سیدھے سادے، بھولے بھالے دلوں پہ ہی چل جاتا ہوگا۔ نہیں نہیں! بلکہ کوتہ اندیشوں، کم سمجھوں اور عقل کے دُشمنوں کے دلوں پر ہی اپنا اثر ڈالتا ہوگا۔ کن دلوں پہ؟ —— جن بیچاروں نے زمانہ کے نشیب و فراز کو نہیں دیکھا ہے، جو اس تباہ کرنے والے اور دین و دُنیا سے کھو دینے والے عشق اور آنے والی مصیبتوں سے ناواقف ہیں۔ —— کون سے دلوں پر؟ جو قانون قدرت سے محض بے بہرہ ہیں۔ جنہیں عذاب و صواب کی تمیز نہیں ہے۔ —— جن بد نصیبوں کی قسمت میں دُنیا کی مصیبتیں مفت ہی جھیلنا لکھی ہیں۔ ہاں۔ ہاں! بڑے بڑے عاقل، بڑے بڑے عالم۔ بڑے بڑے عابد و زاہد بھی تمہاری زُلفِ گرہ گیر میں تو آ پھنستے ہیں۔ ہرگز نہیں، نہیں، وہ دراصل عاقل ہی نہ ہوں گے۔ وے عالم ہی نہ ہوں گے، وے عابد و زاہد نہ ہونگے! جو تمہاری نگاہِ ناز پر دل نثار کر بیٹھتے ہیں۔ عاقل کسی مہ لقا کے چہرہ پر کالی کالی زُلفوں کو جھٹکا ہوا دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ مجھے اشارہ کر کے بتا رہی ہیں، کہ جاہل کے ڈسنے کو ہم کالا ناگ، اور قیدخانۂ دُنیا میں پھانسنے کو ہم طوق و زنجیر ہیں۔ مگر عاقل کے لئے ہم رہنما و رہبر ہو کر اُسکو سمجھاتی ہیں، کہ دیکھ تو وہ پرماتما، جو تجھ میں اور سب میں ہے، اُس کو لذّاتِ دُنیاوی و خواہشاتِ نفسانی کے سیاہ ابر نے ٹھیک اسی طرح تیری نظر سے اوجھل کر رکھا ہے۔ جس طرح ہم نے اس مہ جبیں کے چہرہ کے کسی کسی حصّہ کو دیکھنے والوں کی نظر سے چھپا رکھا ہے۔ پس تو اوس پاک نُور کے دیکھنے کو کہیں اِدھر اُدھر بھٹکتا نہ پھر، وہ تجھ سے کہیں دور نہیں ہے، صرف پردۂ نفسانیت اُٹھا کر دیکھنے کی دیر ہے۔ جب چاہے دیکھ لے۔ ــــہ

زنگِ امکاں سے ذرا آئینۂ دل صاف کر
شاہدِ ہستی کی اُس میں دیکھ پھر جلوہ گری

گیانی اور وچار وان پرش عورت کی خوبصورتی میں بھگوان کا نواس دیکھتے ہیں۔ کیونکہ عورت خوبصورت خود نہیں، بلکہ خوبصورتی بھگوان کی ہے اور بھگوان ہے، جیسا کہ سوامی شِوانند جی فرماتے ہیں۔

"Think, that the beauty in her face is the beauty of the Lord. Beauty is God. Women brings the message that God is beauty of beauties. Woman is the symbol of beauty. There should not be any lustful look. The angle of vision must be changed. Then, there will be Perfection, Bliss and the knowledge of his own self."

ارتھات :۔ گیانی اور شُدھ ہردے والے کو عورت کی خوبصورتی گویا بھگوان کی جانب بُلاوا ہے۔ اُسے دیکھ کر اُس کو بھگوان کے سروپ کا خیال آتا ہے، اور یہ خیال اور ذرا گہرا ہو کر بھگوان کے رنگ میں رنگ دیتا ہے۔ ایسی شُدھ اور آنند دایک درِشٹی پھر وشے بن میں کیوں بھٹکا کرے۔ اُس کے لئے بقول شری گورو نانک دیو جی مہاراج ؎

"کت جائیے رے گھر لاگو رنگ ـ میرا چت نہ چلے من بھیو پنگ"

والا معاملہ ہو جاتا ہے۔

اے آتما! اپنے ویریہ[1] کی خاص طور پر حفاظت کرو۔ اس کی رکھشا آپکی رُوحانی و اخلاقی بزرگی کو چار چاند لگا دے گی۔ اس کو بے پرواہی سے کام میں لانے والا انسان کبھی با صحت اور جاذب نگاہ نہیں رہ سکتا اور راستہ میں ہی موت اُسے آلیتی ہے۔ ہر گھڑی ناپاک جذبہ کے زیرِ اثر اس کو چھیڑنا اور خرچ کرتے رہنا، خودکشی کے برابر ہے۔ اس میں سیلاب اور طغیانی پیدا کرنے والے حالات اور جذبات سے دُور رہو۔ اس کی باقاعدہ حفاظت کئی طرح کے مروجہ کایا کلپوں سے بڑھ چڑھ کر مجرب ہے۔ بیرج کا بُری طرح ستیاناس کرنا وہ ستم ڈھاتا ہے کہ رُستم اور سہراب کے تیغ ہائے آبدار نے میدان جنگ میں نہ ڈھائے ہوں گے۔ جرمنی، جاپان، امریکہ وغیرہ ممالک کے مردم آزار ہتیاروں نے ابھی تک اتنی تباہی، بیرحمی کے باوجود بھی اتنی انسانی جانوں کا نقصان نہیں کیا، جتنا کہ ویریہ کے عرصہ دراز سے بے تحاشہ نقصان نے کیا ہے۔ (جاری رہے گا) +

ف ۱ ...... اے نازنینو! تم میں وہ کونسا کرشمہ ہے، کہ تمہارا ذکر بھی دلوں کو بے قابو کر دیتا ہے۔ اے گوری گوری حسین صورتو! تم نے یہ دوسروں کو موہ لینا کہاں سے سیکھا ہے۔ اے نازک اندامو! آخر تم میں وہ کونسا وصف ہے، کہ تمہیں دلوں کو چھین لیتے دیر نہیں لگتی۔ اے حسن کی دیویو! تم ہی بتاؤ کہ تم میں وہ کونسی قوتِ دلرُبائی ہے، کہ تمہاری تعریفیں بھی دوسروں کے دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہیں۔ اے خوبرو! تمہیں وہ کونسا موہنی منتر آتا ہے کہ جس پر پھونکا، وہی متوالا ہو گیا۔ اے عالم افروز حسن! تو کس بلا کی چیز ہے کہ انسان کو انسانیت سے خارج کر کے حیوان بنا دیتا ہے۔ حیوان کھاتا پیتا، چلتا پھرتا تو ہے، مگر تیری بدولت انسان اس قابل بھی نہیں رہتا، اُسکا رتبہ حیوانات، نباتات اور جمادات سے بھی گذر جاتا ہے۔ کیونکہ نباتات میں قوتِ نشو و نما تو ہوتی ہے مگر اس میں یہ بھی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ سوکھ سوکھ کر پنجر ہو جاتا ہے۔ جمادات کسی کام میں تو آجاتے ہیں۔ مگر انسان کمبختی کا مارا کسی مرض کی دوا نہیں رہتا۔ ہائے افسوس! انسان جو اس دُنیا میں اشرف المخلوقات سمجھا جاتا ہے، ساری کائنات سے بدتر ہو جاتا ہے۔ ہائے غضب! اعلیٰ ترین مرتبہ سے یہ ادنےٰ ترین رُتبہ۔ حیف!! کیسی بے مثل چیز پر یہ ذلت۔ اے دلربا! جب تمہارے حسن کی تعریف ہی یہ آفتیں برپا کرتی ہیں، تو تمہاری نُکیلی چتونیں تمہاری جادو بھری آنکھیں، تمہاری بجلی گرانے والی نظریں، تمہاری ترچھی نگاہیں نہ معلوم کیا کیا غضب ڈھاتی ہوں گی!

ف ۲ :۔ برہمچریہ کو دائم و قائم رکھنے کیلئے کسی غیر کی عورت کو للچائی ہوئی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے، اور نہ ہی اُس سے ہنسی ٹھٹھا مخول کرنا چاہئے۔ ورنہ تم نفسیات کے بنا

(فٹ نوٹ آگے صفحہ ۲۸ پر)

دُنیائے دُوں!

از
مہاتما شہنشاہ جی مہاراج

دُنیائے دُوں سے نہ دِل کو تم لگانا، دیکھنا ⁂ جال ہے اِس میں نہ خود کو تُم پھنسانا، دیکھنا
آبرو نہ مُفت میں اپنی گنوانا - دیکھنا! ⁂ دھوکا ہے، دھوکے میں اس کے تم نہ آنا، دیکھنا

دِل ہی گر دینا ہے - اہلِ دِل کو دینا دیکھنا
ورنہ اپنے پہلو میں ہی رہنے دینا دیکھنا

فعلِ بد سرزد ہو گر تو جُوتے لگواتی ہے یہہ ⁂ کام گر ہوا اچھا، پھر بھی نام دھرواتی ہے یہہ
ہر طرح اپنی غرض، چالاکی دِکھلاتی ہے یہہ ⁂ دام میں سَو سَو طرح اِنسان کو پھنسواتی ہے یہہ

پہلے تو ناز و ادا دِکھلا کے بھرماتی ہے یہ
پیچھے اپنے عاشقوں سے خاک چھنواتی ہے یہہ

بدمزہ ہے زندگانی، اس کی جو چاہے اُسے ⁂ ذائقہ اِس کا نہ سُدھرے جو کبھی کھائے اسے
ہے یہہ لڈّو ریت کا، کھائے تو پچھتائے اسے ⁂ گر نہ کھائے تو بھی روئے، اور چِلّائے اسے

روئے عاشق اِس کا جو غُصّہ کبھی آئے اسے
رونا دھونا اپنے عاشق کا سدا بھائے اسے

جو مِلے گا - اِس سے آخر، اُس کو جُل دے جائے گی ⁂ جانِ شیریں لے کے بھی بالکل نہیں شرمائے گی
پاس جو بیٹھے گا اِس کے اُس کو بھی تڑپائے گی ⁂ اور جو بھاگے گا اِس سے اُس کو بھی پھسلائے گی

داؤ اور پیچ میں نیچا اُسے دِکھلائے گی
بے طرح ظالم غرض دھمکائے گی، کلپائے گی

ہے یہہ ناگن پھانس سے اس کی بچا نہ ہیر مرد ⁂ ڈنگ بچّے کو بھی مارا اور کھایا پیر مرد
سامنے پڑتا نہیں، خواہ کیسا ہو گمبھیر مرد ⁂ جیتنا مُشکل ہے خواہ کیسا ہی ہو رندھیر مرد

ایک نہ اِس کو لگے جو لاکھوں مارے تیر مرد
موم ہے اس کے لئے کیسا ہو آہنگیر مرد

دَم میں اِسکے آ کے بیدم ہو گئے چالاک بھی ⁂ ہار مانے اِس سے اکثر ظالم و بیباک بھی
دُم دبا کر بھاگیں اِس سے جابر و سفّاک بھی ⁂ کھائے گردش اس کے آگے گردشِ افلاک بھی

ڈرتے رہتے اِس سے ہیں ناپاک بھی اور پاک بھی
ہیں جُھکاتے سر یہاں محتاج بھی اِملاک بھی

شاکی ہیں اِسکے سبھی پیر و جواں ، خورد و کلاں ! بیٹا بیٹی باپ ماں ، سالا خسر بی بی میاں
اس کے آگے تیر سے سرکش بھی ہیں پار و کماں ہے یہہ وہ آتش بکھیرے دم میں آتش کا دھواں
چھکّے اِس سے چھوٹتے ہیں عاقلوں کے بیگماں
اور ہے خطرے میں اس سے یار جانِ جاہلاں

دھوکے کی ٹٹّی ہے دُنیا ہیں سبھی اس کا شکار جائے گی یہہ دیکھتے ہی دیکھتے سب کو ڈکار
اِس کو ہی کہتے ہیں عاقل بحرِ ناپیدا کنار گو نظر آتی ہے گلشن ۔ دراصل ہے دشت و خار
ہے یہ مد کی بھٹّی بچنا صوفی گر رہنا ہے یار
ہے یہ مارِ آستیں مُنہ نہ لگانا زینہار

ہیں ہماری دُور سے اِس نازنیں کو ستو سلام ہم غلام اُس کے ہیں یارو ، جو نہیں اس کا غلام
اے شہنشاہ اِس صنم کا بھُول کے لینا نہ نام خام بھی جو پُختہ ہے ، اور پُختہ بھی ہوتی ہے خام
رستہ حق نے ہے دِکھایا گو بڑا ہے اسکا دام
رام ہے جس کی یہ رمنی وہ سدا اپنا ہے رام

بچنا ہے اس سے تو اس کو بھُول کر مُنہ مت لگا ! ہے دیا بچنے کا رستہ حق نے یہ تیرے بتا
پھیرنا رُخ اس طرف سے پانا ہے بس ذائیکا پیش خیمہ ہے لگانا اس سے دِل آفات کا
جو نظر حق سے ملائے ڈر اُسے کس بات کا
خوف ہے اس کو جو عاشق ہے اندھیری رات کا

اِس سے بچنے کی تمنا گر تمہیں ہو میری جان ! بھید اس کا ہم بتا دیں کھول کے تو سُن لے کان
جب ستانے کچھ لگے تجھکو یہ تیری مہربان دانتوں کے نیچے دبا کے اُس گھڑی اپنی زبان !
یاد کر اِسکا سلوک اور پڑھ لے یہ مہرابیاں
پھیر جما آسن و کر تُو قادرِ مطلق کا دھیان

اِس عمل سے قلبِ مضطر کو تیرے ہو گا قرار اور اِس سے چل نہیں سکتا کبھی بھی اِس کا وار
جیتی بھی ہو اُس نے بازی تو بھی جاوے تجھ سے ہار بلکہ تیرے سامنے ہووے گی بالکل شرمسار
بحرِ غم سے ہو گا فوراً ایسا کرنے سے تو پار
گو کہا ہم نے ہے سب کچھ ہے و لے تُو مختیار

"اوم" کا حلقۂ ست سنگ!

(نوٹ) :۔ "اوم" کے پریمی اگر کسی روحانی مسئلے کے متعلق خصوصاً ویدانت یا فلسفہ کے کسی سوال کے متعلق وضاحت یا تشریح چاہتے ہوں تو وہ اپنا سوال مختصر الفاظ میں لکھ کر مجھے بھیج دیں۔ "اوم" میں اس کا جواب شائع کر دیا جائے گا۔ روحانی متلاشیوں کے لئے بے نظیر موقعہ ہے۔ میرا پتہ :۔ دیوان پنڈی داس چوپڑہ 29/W بی۔ نئی دہلی ۱۲

سوال :۔ بھگوت گیتا میں کرشن بھگوان فرماتے ہیں۔ "تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آجا۔ میں تمہیں سب پاپوں سے مکت کر دوں گا۔ تو فکر نہ کر۔" تو کیا دھرم کو چھوڑ کر ہی انسان پاپوں سے مکت ہو سکتا ہے ؟

جواب :۔ دھرم وہ ہے، جو کہ دھارن کیا جاتا ہے۔ جبتک انسان فرائض کی دنیا میں ہے، کئی قسم کے فرائض یا دھرموں کی پابندی اس پر لازمی ہے۔ لیکن آتما کی ذات پاک میں کسی پابندی کو دخل نہیں ہے۔ اور نہ ہی آتما کا کوئی فرائض یا دھرم ہے۔ جب انسان آتم گیان سے ہر قسم کی پابندی سے بالاتر ہو جاتا ہے اور اسے خود اپنی ذات (آتما) میں ہی استھان ملتا ہے، یعنی جب اسے کیول پد (خود اپنی ذات حقیقی) پراپت ہوتی ہے تو پاپ اسے چھو نہیں سکتے ہیں۔ لہذا جب بھگوان کرشن فرماتے ہیں کہ تو سب دھرموں کو چھوڑ کر میری شرن میں آجا، تو ان کا یہی مطلب ہے کہ تو آتم گیان کے ذریعہ کرم بندھن سے آزاد ہو جا، تاکہ تجھے اپنی ذات حقیقی میں قیام نصیب ہووے۔ اور پاپ پھر تجھے چھو نہ سکے۔ — شریمد بھگوت گیتا میں لفظ "میں" سے ہر جگہ آتما سے ہی مراد ہے۔ کیونکہ بھگوان فرماتے ہیں کہ میں ہی سب جیووں کے اندر رمایا ہوا اس سنسار چکر کو اس طرح سے چلا رہا ہوں جیسے کہ کمہار چکر کو چلاتا ہے۔ صرف آتم گیان سے ہی انسان جیون کی پابندیوں (دھرموں) سے آزاد ہو سکتا ہے۔ اور صرف خود شناسی سے ہی پاپ سے مکت ہو سکتا ہے!

سوال :۔ جب کہ پرماتما کی ذات میں بدی کو دخل نہیں ہے تو دنیا میں بدی کہاں سے آگئی ؟ ایسی دنیا جو کہ اس ذات پاک کی بنائی ہوئی ہے، بدی سے پاک ہونی چاہیئے۔

جواب :۔ منشور مثلثی سے جب سفید رنگ کی کرن گذرتی ہے، تو سات رنگ نظر آتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ کیا سفید یا بے رنگ کرن یا شعاع میں رنگ موجود ہیں یا کہ نہیں ہیں۔ ظاہر ہے کہ صرف تکونے شیشہ میں سے گذرنے پر ہی رنگ پیدا ہوتے ہیں۔ اسی طرح سے یہ گوناں گوں سلسلہ عالم ہمارے من کی تخلیق ہے۔ ہمارے من کے فعل سے ایک ذات واحد کثرت میں رونما ہوتی ہے۔ اور ہمارے من کے فعل سے ہی یہ عالم ضدین پیدا ہوتا ہے، جس میں کہ نیکی اور بدی کی تمیز پیدا ہوتی ہے ورنہ وہ ذات پاک آتما نیکی اور بدی دونو سے بالاتر ہے۔ اگر کوئی مصور چاہے کہ صرف روشنی سے ہی ایک فوٹو طیار کر لے تو ممکن نہیں ہے اور اگر وہ چاہے کہ تاریکی یا سایہ سے ہی فوٹو یا تصویر بنا لے تو ممکن نہیں ہے۔ تصویر کی طیاری میں دونو کی مناسب آمیزش ضروری ہے۔ اب نور (روشنی) تو اس ذات پاک کی فطرت ہے۔ اور تاریکی ہماری ذات سے پیدا ہوتی ہے۔ تاکہ گویا پرماتما نے ہمارے من میں جذبات (کام۔ کرودھ۔ لوبھ۔ موہ۔ اہنکار) اس لئے پیدا کر رکھے ہیں کہ ہم ان پر غالب آکر روحانی ترقی کریں۔ ہر قسم کی ترقی صرف مخالفت پر غالب آنے سے ہی ہو سکتی ہے۔ اگر انسانی من میں مخالفت کا کوئی اصول نہیں ہے تو کوئی روحانی ترقی بھی ممکن نہیں ہو سکتی ہے۔ اب اگر ہم خود ہی اس مخالفت پر غالب آنے کی بجائے اس مخالفت (کام۔ کرودھ وغیرہ) کی متابعت کرنا شروع کر دیں تو بدی تو ہم خود پیدا کرتے ہیں۔ پرماتما نے تو ہمارے لئے نیکی یا روحانی ترقی کا سامان پیدا کیا تھا۔ لہذا بدی کو پرماتما یا خالق کی ذات سے منسوب کرنا صرف جہالت کی علامت ہی ہے۔ پرماتما نے تو یہ ساری رچنا ہماری روحانی بہتری کیلئے

ہی رچی ہے۔ جب ہم اُس کا نامناسب استعمال کرتے ہیں تو دُکھ پاتے ہیں۔

سوال:۔ ویدانتی لوگ کہتے ہیں کہ جگت مِتھیا ہے۔ لیکن ہماری سمجھ میں تو نہیں آتا ہے۔ کہ یہ جگت جس کو ہم سامنے دیکھتے ہیں، کس طرح سے مِتھیا ہو سکتا ہے۔ کرپا کرکے لفظ "مِتھیا" کی تشریح کریں۔

جواب:۔ "مِتھیا" سے یہ مُراد نہیں ہے کہ شُونیہ ہے۔ مِتھیا سے یہ مُراد ہے کہ ہمارے من کے فعل سے علیحدہ جگت کی کوئی آزادانہ ہستی نہیں ہے۔ ہمارے من کا فعل ختم ہونے پر جگت بھی ختم ہو جاتا ہے۔ یہ عالم صرف عالمِ معلومات ہے۔ ہمارے حواسات کی شہادت ہے۔ حواس خمسہ یعنی پنج گیان اندریوں کی تخلیق ہے۔ گویا یہ جگت صرف ہمارے من کی تخلیق ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے۔ یہی نسبتی ہستی اس کا مِتھیا پن ہے۔ اصلی معنوں میں صرف وہی آخری حقیقت (برہم) ہی ستیہ ہے۔ یعنی صرف وہی بذاتِ خود قائم ہے، اور وہ ذات ہمارے من اور بُدھی کی پہنچ سے پرے ہے۔ اُس میں دیش۔ کال اور علّت معلول کو دخل نہیں ہے۔ یہ دیش۔ کال اور علّت معلول کا سلسلہ ہمارے من سے پیدا ہوتے ہیں۔ یہی جگت ہے، اور یہی مِتھیا ہے۔ بذاتِ خود ہست نہیں ہے!

ممری نگر سے شری مان جواہر لال کول لکھتے ہیں۔

سوال:۔ "ادم" کا پورا ارتھ لکھیں:۔

جواب:۔ شبد "ادم" کے اُچارن کے لئے گلے۔ تالو۔ اور ہونٹوں سے آواز نکل کر لب بند ہو جاتے ہیں۔ گویا آواز نکالنے کی ہر جگہ کو حرکت میں آنا پڑتا ہے۔ لیکن زبان نہیں ہلتی ہے۔ اسی طرح سے ادم کے پورے معنی بیان کرنے میں زبان بےبس ہے۔ خواہ آواز پیدا کرنے ساری مشینری حرکت میں آوے۔ یُوں تو چاروں وید صرف ایک شبد ادم کی ہی تشریح یا وضاحت ہیں۔ لہٰذا اس کے پورے ارتھ کون بیان کر سکتا ہے۔

سوال:۔ کیا دیوتا بھی منش بن سکتا ہے؟ اور اگر بن سکتا ہے تو کس طرح؟

جواب:۔ ہر منش (انسان) پہلے ہی دیوتا ہے، وہ اس حقیقت سے صرف آگاہ نہیں ہے۔ ہمارا من مہا دیو ہے یعنی قُدرت کی سب سے بڑی شکتی ہے۔ جب انسان اپنی مخفی طاقتوں سے آگاہ ہوتا ہے تو اُسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اُس کی ذات برہم کی ہی مظہر ہے، اور سب دیوتا اُسی میں سمائے ہوئے ہیں۔

سوال:۔ کیا کرم مکتی کا کارن نہیں ہے؟

جواب:۔ کوئی کرم خواہ اچھا ہو، خواہ بُرا ہو، مکتی کا کارن نہیں ہو سکتا ہے۔ اچھے کرم من کی شُدھی کیلئے ہوتے ہیں۔ لیکن مُکت تو انسان پہلے ہی ہے۔ آتما تو کبھی بندھن میں آیا ہی نہیں ہے۔ جب انسان کو اس حقیقت کا عین الیقین ہو جاتا ہے کہ وہ تو نت شُدھ مُکت ہے۔ اُسی وقت وہ بھوساگر سے پار اتر جاتا ہے۔ یہی گیان جیو اور برہم کی ایکتا کا گیان ہے۔ بندھن تو محض بھرم مانتر ہے! آتما تو نہ کبھی بندھن میں آیا ہے، نہ آ سکتا ہے۔



مُنی اُتنک

سووِیر نگر میں ایک سُندر باغیچہ میں بھگوان وشنو کا مندر تھا۔ اس باغیچہ میں مُنی اُتنک جی رہتے تھے۔ اُتنک جی پرم شانت، پرم دیالو، گیانی، بھگوان کی سیوا میں لگے رہنے والے تپسوی مہاتما تھے۔ اُنکا من ہمیشہ بھگوان کے چرنوں میں ہی لگا رہتا تھا۔ اُن کی تمام کریائیں بھگوان کے لیے ہوتی تھیں۔

ایک دن کنک نامی ڈاکو مندر کے پاس سے گزرا۔ وہ بڑا ہی دُشٹ اور کرور سُبھاؤ تھا۔ اور دھن چھین کر منشوں کو جان سے مار ڈالتا تھا۔ وہ دیوتا، برہمن، گورو کسی کو بھی نہ مانتا تھا۔ مندر کے اوپر سونے کا کلش دیکھ کر اس ڈاکو نے سوچا کہ اس مندر کے اندر بھی بڑا دھن ہوگا۔ رات کو مندر لوٹنے کے لئے اندر گیا۔ اُس وقت مہاتما اُتنک مندر میں بیٹھے ہوئے بھگوان کا دھیان کر رہے تھے۔ ڈاکو نے انہیں موت کے گھاٹ اُتارنے کا نشچے کیا۔ اور تلوار سونت کر اُن کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ جب اُتنک مہاتما کا دھیان پھر بھی نہ ٹوٹا۔ ڈاکو نے مُنی کو دھکا دیکر ٹیک دیا۔ اور اُن کی چھاتی پر پاؤں رکھکر اور ایک ہاتھ میں اُن کے بال پکڑ کر اُن کا سر کاٹنے کو تیار ہو گیا۔ اُتنک مُنی نے نیتر کھولے، اور ڈاکو کی طرف دیکھا۔ وہ نہ تو ڈرے اور نہ ہی رنجیدہ ہوئے۔ اُن سے آنکھیں چار ہوتے ہی کنک ڈاکو پر مانو جادو ہو گیا۔ اُس کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔ وہ دور کھڑا ہو کر مہاتما کو آشچریہ سے دیکھنے لگا۔

بڑے ہی شیتل شبدوں میں اُتنک جی نے ڈاکو سے کہا۔

"بھائی! تم مجھ بے قصور کو کیوں قتل کرنا چاہتے تھے۔ میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ سنسار میں جو اپرادھ کرتا ہے۔ اُسی کو سزا ملتی ہے۔ میں نے بہت غور کیا ہے۔ جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ میں نے آپ کا کوئی قصور نہیں کیا۔ اچھے لوگ تو پاپی کو بھی نہیں مارتے، بلکہ اُس کو پاپ سے چھڑا دیتے ہیں۔ دشمن میں اگر کوئی اچھا گُن ہو تو سجن لوگ اُس کے اُس گُن کی ہی تعریف کرتے ہیں۔ بھگوان اُس پر کرپا کرتے ہیں۔ جو ہر طرف سے ستایا ہوا ہونے پر بھی ستانے والے کو معاف کرتا ہے۔ جس طرح چندن کا برکش اپنے کاٹنے والی کلہاڑی کے مُنہ کو بھی خوشبو سے بھر دیتا ہے۔ ایسے ہی اچھے پُرش کسی سے ستائے جانے پر بھی اُس کے ہت کی بابت سوچتے ہیں۔ دُنیا میں کمزور کو ہی لوگ ستاتے ہیں۔ بلوان کی طرف تو کوئی آنکھ اُٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔ بھائی تم کیا کر رہے ہو۔ کیا تم نے کبھی سوچا ہے کہ اس پاپ کا کتنا بھیانک پھل ہوگا۔" ست سنگ کی مہما اپار ہے۔ مہاتما اُتنک کی گفتگو کا اثر اس ڈاکو پر اتنا پڑا کہ وہ پشچاتاپ کرتا ہوا اُن کے چرنوں میں گر پڑا۔ اور اپنی کی ہوئی کارگزاریوں کو یاد کر کے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا۔ کہنے لگا۔ "میں بڑا نیچ ہوں، میں نے بڑے بڑے پاپ کئے ہیں۔ بھگوان مجھ پر دیا کرو۔ سوائے تمہارے میرا کوئی سہارا نہیں۔" اور مارے دکھ کے دھڑام سے گر پڑا۔ اور ایک دم اُس کے پران نکل گئے۔ انت سمے بھگوان کا سمرن اور پاپوں کا پشچاتاپ کرتے ہوئے اُس کی مرتیو ہوئی۔ اس لئے وہ سدگتی کو پراپت ہوا۔

اُسی سمے بھگوان اُتنک مُنی کے سنمکھ پرگٹ ہو گئے۔ اُن کے چتربھج روپ کو دیکھکر مُنی گدگد ہو گئے! "رکھشا کرو" ایسے کہتے ہوئے بھگوان کے چرنوں پر گر پڑے۔ بھگوان نے اُن کو اُٹھا کر اپنے ہردے سے لگا لیا۔ اور وردان مانگنے کو کہا۔ مُنی نے بڑی نمرتا سے کہا۔ "پربھو! آپ مجھے موہت کیوں کرتے ہیں۔ مجھے کوئی وردان نہیں چاہئیے۔ جنم جنمانتر سے میری آپکے چرنوں میں اچل بھگتی سدا بنی رہے۔ میں کیڑے۔ پتنگ، پشو، پکھشی، سرپ، اجگر، راکشش، پشاچ یا منش کسی بھی یونی میں رہوں۔ ہے کیشو! آپکی کرپا سے سدا آپ کے چرنوں کی بھگتی بنی رہے۔"

بھگوان بہت ہی پرسن ہوئے۔ اپنا دویہ شنکھ مُنی کے شریر سے سپرش کر کے بھگوان نے مُنی کو بھگتی کے وردان کے ساتھ پرم دُرلبھ گیان بھی پردان کیا۔ مُنی کی پوجا سویکار کر کے بھگوان انتردھیان ہو گئے۔ بھگت شریشٹھ اُتنک مُنی شیش جیون بھگوان کی سیوا میں ویتیت کر کے انت میں بھگوت دھام پدھار گئے!!

(ادم شرما)

مہرشی اگست

از شری بھگونت

مہرشی اگست ویدوں کے منتر درشٹا تھے۔ انکی پیدائش کے بارے میں محققین کی رائے میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کسی جگہ تو منتر اورن کے ذریعے وششٹ کے ساتھ اُتپتی بیان کی جاتی ہے۔ اور کسی جگہ پولست کی پتنی ہاوربھوک کے گربھ سے وشروا (راون کا باپ) کے ساتھ ان کا جنم ہونا کہا جاتا ہے۔ ان کی زندگی کے کئی مافوق الفطرت واقعات بتائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ ہم یہاں کرتے ہیں:-

۱۔ ایک دفعہ جب اندر نے برتاسر کو مار ڈالا۔ تب کالیئے نام دیتیوں نے سمندر کا سہارا لیکر رشیوں منیوں کا ناش کرنا شروع کیا۔ وہ دیت لوگ دن میں تو سمندر میں چھپے رہتے، رات کو وہ جنگلوں میں گھس جاتے اور جن جن کو رشی، مہاتما، سادھو کو ہڑپ کر جاتے۔ انہوں نے وششٹ، چمن، چون، بھاردواج وغیرہ رشیوں کے ڈیروں پر چھاپہ مار کر کو اتیت دکھ دیا۔ تب دیوتاؤں نے مہرشی اگست سے پرارتھنا کی کہ ہمیں اس دکھ سے مکت کرائیے۔ تب اگست منی نے اپنے یوگ بل سے اتھاہ ساگر سمندر کو ایک چلو میں پی لیا۔ تب دیوتاؤں نے جا کر کئی دیتیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ باقی اٹھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

۲۔ ایک دفعہ برہم ہتیا کے کارن اندر کے اندر آسن سے گرائے جانے پر راجہ نہوش اندر بنے تھے۔ اندر پدوی پا کر راجہ نہوش نے پتی برتا اندرانی کو اپنے حلقۂ زوجیت میں لانے کی خواہش کی۔ اندرانی اس سے بڑی بے چین ہو کر برہسپتی کے پاس گئی۔ اور ان سے اس مصیبت سے چھٹکارا پانے کا اپائے پوچھا۔ تب برہسپتی نے اسے ایک تجویز بتائی کہ وہ راجہ نہوش سے کہے۔ کہ اگر اس کو میری چاہ ہے۔ تو ایسی پالکی پر سوار ہو کے آوے۔ جس کو رشیوں اور منیوں نے اٹھایا ہوا ہو۔

جس پر راجہ نہوش نے رشیوں منیوں کو پکڑ منگایا۔ اور سواری میں جوت دیا۔ اور کام کے مد میں رنگے ہوئے نہوش نے جلدی پہنچنے کی خاطر رشیوں منیوں پر کوڑے برسانے شروع کر دیئے۔ اور جلدی کے لئے سرپ سرپ شبد کا استعمال کیا۔

مہرشی اگست سے منیوں کی یہ درگت دیکھی نہ گئی، اور جھٹ راجہ نہوش کو سراپ دیا، کہ وہ سرپ ہو جائے۔ اسی طرح سے انہوں نے

۴۲ سماج کی مریادا کو قائم کیا۔

۳۔ بھگوان شری رام بن باس کے سمے اگست رشی کے آشرم پر پدھارے۔ اور انہوں نے بڑی شردھا بھگتی اور پریم سے بھگوان رام کا سواگت ستکار کیا۔ اور انہوں نے بھگوان رام کو کئی طرح کے شستر و استر دیئے۔ اور سوریہ بھگوان کی ودھی بتلائی اور بھگوان رام نے لنکا کے یدھ میں ان استروں شستروں کے ذریعہ راون پر وجے پائی

۴۔ مہرشی اگست نے اگست سنگھتا نامی گرنتھ اپاسنا کیلئے بنایا ہے۔ جو بڑا انمول اور مستند ہے۔

ریویو۔ ان سائیڈ ورنداون

"اوم" کے سوہردیہ اور کہنہ مشق ادیب اور شاعر شری جگن ناتھ صاحب کھنہ صفی بی اے بی ٹی ریٹائرڈ ہیڈ ماسٹر کا نتیجہ فکر ہے۔ کتاب کیا ہے۔ کرشن پریم سے چھلکتا ہوا ایک پیالہ ہے، جس کے ایک ایک لفظ اور سطر سے پریم امرت ٹپک رہا ہے۔ ہندی بھاشا میں تو اس موضوع پر متعدد کتب موجود ہیں، لیکن انگریزی زبان میں، اور وہ بھی نظم میں یہ کتاب اپنی آپ ہی نظیر ہے۔ زبان نہایت شستہ اور عام فہم اور طرز بیان نہایت دلکش اور مؤثر ہے۔ انگریزی دان اصحاب کیلئے جو ہندی سے بے بہرہ ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ازبس مفید ثابت ہوگا۔

ہم پرزور سفارش کرتے ہیں کہ کتاب زیر تبصرہ کی کاپیاں نہ صرف سرکاری اور غیر سرکاری درسگاہوں کے کتب خانوں میں رکھی جائیں، بلکہ نصاب تعلیم کی کتب میں بھی اسے جگہ دی جائے۔ اس ضمن میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کتاب زیر تبصرہ کے متعلق یو۔پی کے بڑے بڑے کالجوں کے نامی اور فاضل پروفیسر صاحبان نے بڑے شاندار پیرایہ میں اپنی قیمتی آراء کا اظہار کیا ہے اور مصنف کو داد دینے میں بڑی فراخدلی سے کام لیا ہے۔ انکی قابل قدر آرا کتاب کے آخر میں بطور تتمہ درج ہیں اور کتاب کی ادبی اور معیاری محاسن کی ضامن ہیں۔ کتاب زیر تبصرہ کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اگرچہ اسکا مضمون پرانا ہے، لیکن اسکے قابل مصنف نے اپنی جدت طبع اور زور قلم سے اسمیں ایک خاص کشش اور اچھوتا پن پیدا کر دیا ہے، جس کیلئے وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔ محترم صفی صاحب کا کلام اردو، ہندی اور فارسی میں تو قارئین "اوم" کے سامنے آتا ہی رہتا ہے۔ یہ کتاب لکھکر انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ انگریزی زبان پر انہیں کتنا عبور حاصل ہے۔ کتاب کی چھپائی عمدہ اور قیمت ڈیڑھ روپیہ ہے۔ کتاب دفتر رسالہ اوم سے بھی مل سکتی ہے۔

ایڈیٹر رسالہ 'اوم' دہلی

بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں

از قلم
شری لوکناتھ دل
(خوشاب لوسی)
دہلی

(اننت گرنتھوں کے رچیتا۔ بھگوان ویدویاس جی کے چرنوں میں پوجا کے روپ میں شاعر کے آنسو۔ جن آنسوؤں کے دامن میں سچائی کے طوفان جھلک رہے ہیں۔ پرنتو وہ آنکھ والوں کو نظر آئینگے۔ بظاہر آپکو شکوہ دکھائی دیگا۔ باطن میں حقیقت کے درشن ہوں گے۔ کیونکہ نوّے فی صدی کتھا واچک آپ کو آجکل ایسے ملیں گے)

دھیان پوروک سمجھو! جو ہم سمجھاتے ہیں۔
آج کی پوجا پسند یہ ہے اور بہت پوجا!
کسی پرکار بھی ہو گیہ نہیں ہیں جو پوجا کے
برساتی کیڑوں کے سدرش اتپن ہو کر
بال سنوار کے شیلو بنا کے سینٹ لگا کے
گھڑی گھڑی دکھلاتے ہیں یہ گھڑی ہاتھ کی
منگلا چرن کے بعد گیت فلمی چلتے ہیں
آپکی رچناؤں سے ان کو بیر ہے شاید
کہیں کی اینٹ، کہیں کا پتھر جوڑ جوڑ کر
کویتا میں سدھانت نہ اوج کی جھانکی پھر بھی
گیت یہ میں نے وہاں لکھا، یہ وہاں الاپا

اے ... کھا کر چوٹ تار دل کے جو کچھ گاتے ہیں
آشرو دھاریں دل کے ٹوک بہے آتے ہیں
آپ کے نام پہ پوجا اپنی کرواتے ہیں
ویاس گدی کی شوبھا کھنڈن کیے جاتے ہیں
ویاس گدی پہ بیٹھ کے آنکھیں مٹکاتے ہیں
بار بار ریشمی دوپٹہ سر کاتے ہیں
تلسی، میرا، سور کے پد انکو کھاتے ہیں
اپنی تک بندی کے گولے برساتے ہیں
چار پانچ آنے کی پستک چھپواتے ہیں
کتھا واچک کے ساتھ کوی بھی کہلاتے ہیں
بے تکی باتوں سے بات بنا جاتے ہیں

گنگا گا کر فلمی اشلیل دھنوں پر گانے
رام، کرشن آدی کے گن تو گا نہیں سکتے
شوا، پرتاپ کا نام نہیں ان کے بھجنوں میں
وید، شاستروں کے درشن تک کرتے نہیں ہیں
کچھ اپنے اتہاس کا ان کو گیان نہیں ہے
شدھ سنگیت کے نام سے بھی پریچت نہیں ہوتے
ریڈیو اسٹیشن کا مارگ تک نہ جانیں
"رگھوپتی راگھو راجا رام" الاپیں منہ سے
فلمی دھن جب ہارمونیم پر بجتی ہے
مطلب رکھتے ہیں اپنے حلوے مانڈے سے کر
جنتا جائے کھائی میں یا گھور نرک میں!

داتا ورن ہیں اک درگندھ سی پھیلاتے ہیں
بھاگت سنگھ کی تھوڑی بار بار گاتے ہیں
دھرو، پرہلاد کی گاتھاؤں سے گھبراتے ہیں
کتھا وشارد کی دم ساتھ لگا لاتے ہیں!
پر اتہاس کیسری بن کر آ جاتے ہیں
پر سنگیت رتن اور بھوشن کہلاتے ہیں
نام کے ساتھ "ریڈیو سنگر" لکھواتے ہیں
"مہا منتر" ہے، جنتا کو یہ بتلاتے ہیں
ست سنگی سب "سنیما" ہال پہنچ جاتے ہیں
پھولتے ہیں۔ نوٹوں کی جھلک جو ہی پاتے ہیں
یہ تو اپنا الو سیدھا کر جاتے ہیں

آپ نے دودھ پلایا، گھاس کے تنکے کھا کر
وش کرتے ہیں پراپت ہم ان کو دودھ پلا کر

ایک سچا واقعہ

عقیدت کا کرشمہ

از شری گیان چند رمپال
جرنلسٹ - ہوشیارپور

گذشتہ عرصہ قریباً ۲۸ - ۲۹ سال کا ذکر ہے، کہ موضع بھوریکے ضلع سیالکوٹ (پاکستان) میں مالن ایک غریب مسلم خاندان کی عورت تھی۔ اس کا خاوند بھی ایک غریب طبع آدمی تھا۔ مگر بڑا ہی دانشمند تھا۔ لوگوں سے انواع و اقسام کے دھارمک خیالات متعلقہ خدائی عبادت وغیرہ کے سننے کا دلی خواہشمند تھا۔ اپنے گاؤں میں معمولی کھیتی باڑی کا کام کرتا تھا۔ یہی اس کا ذریعہ معاش تھا۔ اور ایشور کی یاد میں کچھ وقت صرف کرنا اپنا فرض اولین سمجھتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں میں اس کی کافی عزت و توقیر تھی۔ علاوہ ازیں بچارے کا اگرچہ ایک ہی، آنکھوں سے اندھا لڑکا تھا، مگر بڑا ہی خوش و خرم رہتا۔ اور مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا۔ عوام میں چرچا ہوگیا۔ کہ یہ ایک خدا رسیدہ بزرگ ہے .... !

جنوری کا مہینہ تھا۔ موسم سرما خوب جوبن پر تھا۔ درست ہے کہ سردی ان ایام میں ہر ایک چیز کو زیر کر لیتی ہے۔ معاً مالن کو اپنے میکے سے ایک چٹھی آگئی، کہ "چٹھی دیکھتے ہی فوراً میکے پہنچو!" چٹھی کیا تھی، گویا ملک الموت کا خطبہ تھا۔ بس پھر کیا تھا۔ بچاری نے ایک چھوٹی سی گٹھڑی باندھی، اور گاؤں سے روانہ ہوئی۔ راستہ میں جب گاؤں سے چار میل دور نکل آئی، تو ایک جٹا دھاری سادھو کو بیٹھا ہوا پایا۔ اس کے پاس دو تین آدمی بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

مالن سادھو کے پاس گئی، اور نمسکار کیا۔ سادھو نے آشیرواد دی، اور کہا، کہ دیوی! تو کیا چاہتی ہے؟ مالن نے ہاتھ جوڑ کر کہا، بھگون، کچھ نہیں، مہاتما نے دوبارہ کہا — دیوی! گھبرانے کی کوئی بات نہیں، جو من کی آشا ہے، بخوشی کہو۔ آخر مالن نے عاجزانہ طور سے کہا "مہاراج! میرا ایک ہی چھوٹا سا لڑکا ہے، مگر وہ جنم سے نابینا (اندھا) ہے۔ آپ کچھ کرپا درشٹی کریں۔ اور میرے پیارے لخت جگر کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہو جائیں۔ تو آپ کی یہ شفقت تا زیست فراموش نہ کروں گی۔"

سادھو کیا تھے — سچے، پربھو کے بھگت تھے۔ دل میں کچھ سوچ کر — "دیوی، جاؤ! ایک نہایت ہی سادھارن طریقہ ہے کہ اگر تم صدق دلی سے عمل کروگی، تو یقیناً کامیاب ہو جاؤگی — ایشور سرو شکتیمان، تجھ پر مہربان ہوں گے، تمہاری دلی مراد پوری ہو جائیگی ...... اور وہ یوں ہے ... کہ تم سیتلا مندر پر جل چڑھایا کرو۔ اور منگل وار کو "برت" دھارن کیا کرو۔ پھر تم کو حقیقی گوہر مقصود مل جائے گا — اس میں ایک راز مضمر ہے، کہ تم صحیح معنوں میں دیوی کی پجارن بن جاؤگی۔ اور اس بیسویں صدی میں پنجاب بھر میں شہرت کی مستوجب ہوگی!"

مالن اجازت حاصل کر کے سادھو کے آسن (استھان) سے روانہ ہوئی۔ اور شام کو منزل مقصود پر پہنچ گئی ...... چپکے سے گھر میں داخل ہوتے ہی معلوم ہوا۔ کہ والد بزرگوار بستر علالت پر پڑے ہوئے ہیں۔ حکیم مرض کی تشخیص میں مشغول ہے۔ گھر کے دیگر عزیز و اقارب سکوت کے عالم میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ آخر انتہائی کوشش سے قدرے آرام آگیا۔ تو سب کی جان میں جان آئی۔

چنانچہ مالن نے واپس جانے کی اجازت مانگی .... سب نے ہر چند روکا، مگر وہ چل پڑی ...... راستے میں پھر اسی سادھو کے استھان پر آئی۔ تو وہاں کچھ بھی نہ پایا۔ بہت ہی حیران و ششدر رہ گئی۔ مایوسانہ انداز میں تمام مسافت پیدل طے کرنے کے بعد شام کو اپنے گھر پہنچ گئی۔ ہفتہ عشرہ کے بعد ایک دن یکایک بیٹھے بیٹھے چونک پڑی، اور اسے سادھو کی بات یاد آگئی! کہ سیتلا

مندر پر جل چڑھایا کرو" ـــــ مگر، میں تو بھول گئی ہوں ـــــ ادہو، پربھو! مجھ بدقسمت کو معاف کرنا ـــــ مجھ ابھاگن سے سخت غلطی ہو گئی ہے۔ اب عفو تقصیر چاہتی ہوں۔

* * * * * * * * * * *

خورشید اپنی آخری منزل طے کر رہا تھا۔ ازاں بعد چاروں طرف سیاہی نمودار ہوئی۔ بیچاری غمزدہ مالن نے حسب معمول کھانا کھایا۔ اور سو گئی........! رات کو خواب میں کیا دیکھتی ہے، کہ خود بھگوان کے دربار میں کھڑی گناہ کی معافی مانگ رہی ہے۔ بالآخر معاف کیا جاتا ہے، کہ اور حکم صادر ہوتا ہے، کہ کل سے تم دیوی کی آگیا پالن کرتے ہوئے روزانہ سیتلا مندر پر جل چڑھایا کرو! تمہارے سب منورتھ پورے ہوں گے ـــــ اس بات کی مطلق پرواہ نہ کرو۔ کہ تم غریب خاندان سے تعلق رکھتی ہو۔ میں ہمیشہ اپنے بھگتوں کی ہر ممکن طریقہ سے رکھشا کیا کرتا ہوں، اس لئے مطمئن رہو......!!

صبح مالن بیدار ہوئی۔ رات والے خواب کی یاد میں محو ہو گئی، اور گھر کے کام کاج سے متنفر ہو گئی۔ کسی کی بات دل کو نہ بھائی! اب اُس نے لوگوں کو دھارمک کام اور پربھو بھگتی کرنے کی تلقین شروع کر دی۔ علاوہ ازیں اپنے گھر کے آدمیوں کو بھی اس راستہ پر لانے کی پریرنا کرنے لگی۔ اور خود سادھو کے حسب الحکم منگلوار کا برت رکھنا شروع کر دیا۔ اور گاؤں کے باہر سیتلا مندر میں جا کر ہر روز باقاعدہ جل چڑھایا کرتی۔

رفتہ رفتہ محلے والوں کو بھی اس امر کی اطلاع مل گئی، کہ مالن نے اب بھگتی کا دَور دورہ شروع کر دیا ہے۔ اس اثنا میں بعض منچلے لوگ اس کو دیوانی بھی کہنے لگے، مگر اس نے طعن و تشنیع کی مطلق پرواہ نہ کی۔ اور اپنا کام بدستور جاری رکھا۔ آخر ایسا کرتے کرتے جب عرصہ قریباً ایک سال کا ہو گیا، تو اچانک ایک دن، جب وہاں جل لے کر گئی۔ تو کیا دیکھتی ہے، کہ وہاں ساکھشات اگن کی جوت (لاٹ) جل رہی ہے۔ عورت ذات تھی، ڈر کے مارے سہم گئی۔ اور بے ہوش ہو کر زمین پر گر پڑی۔ کچھ دیر کے بعد قدرے ہوش آیا۔ تو اُٹھی، اور گھر کو واپس آ گئی۔.....! آتے ہی کیا دیکھتی ہے، کہ لڑکا جو جنم سے نابینا (اندھا) تھا۔ بالکل بینا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں روشنی آ گئی۔ اس پر خوشی کے شادیانے بجنے لگے۔ اور "جے ماتا"۔ "جے درگا" کے فلک شگاف نعروں سے آسمان گونج اُٹھا۔

گاؤں کے تمام لوگ اور دیگر وہ اصحاب جو ایسی باتوں پر اعتقاد نہ رکھتے تھے، وہ سب اس انوکھی بات کی تصدیق کرنے کیلئے آئے اور وہاں بے شمار خلقت جمع ہو گئی۔ آن واحد میں یہ خبر بجلی کی طرح قرب و جوار کے دیہات میں پھیل گئی۔ ہر فرد بشر کی زبان پر یہی مشہور تھا، کہ کلجگ میں دیوی پرگٹ ہوئی ہے۔ چنانچہ یہ جادو اثر خبر قریب کے ایک ساہوکار پریمی بھگت کے کانوں تک جا پہنچی۔ اُس نے وہاں جا کر اس امر کی تسلی کی۔ اور بڑا ہی خوش ہوا...... بس پھر کیا تھا، ہفتہ عشرہ کے قلیل عرصہ میں ہی وہاں ایک چھوٹا سا مندر بنوا دیا ـــــ اور یش کا بھاگی بن کر عوام سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اب مالن اُسی دن سے ہی دیوی کی "پجارن" بن گئی ہے!

15 اگست 1947ء کی مُلکی گڑبڑ (بٹوارہ) تک وہاں ہزاروں شردھالو یاتری دور دراز سے درشنوں کو آتے رہے۔ گرمیوں کے موسم میں وہاں ایک بڑا بھاری میلہ اور یگ ہوتا تھا، اور ہزاروں دیوی کے بھگت چوٹی کے مہاتما، اور سنگیت کلاکار میلہ میں آ کر رونق بڑھاتے تھے!

ضلع سیالکوٹ کے ہزاروں شرنارتھی بھارت ورش میں آ چکے ہیں۔ ان کو اس واقعہ کا بخوبی علم ہے، اور یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے، کہ سچے دل سے کی ہوئی نشکام بھگتی کا "پھل" کبھی رائیگاں نہیں جاتا ـــــ اور یہ سچی عقیدت کا کرشمہ تھا، جو کہ میں نے ناظرین "ادم" دہلی کی تفریح طبع کے لئے پیش خدمت کیا ہے۔ ـــــ ٥

گر قبول افتد زہے عز و شرف!

تصانیف شری کانشی رام چاؤلہ

اردو

لطف زندگی :۔ قیمت دو روپیہ۔ نہیں جانتا۔ اس لئے یہ جاننا ضروری ہے۔ کہ اسے سکھی کیسے بنایا جائے۔ اس سے آپ کو سب کچھ معلوم ہوگا۔ زندگی کو کیونکر بالطف بنانا

ناداناں ۔ قیمت سو روپیہ۔ انسان دنیا میں کیا کیا نادانی کر کے دکھی ہوتا اور کیا کرنے سے سکھی ہو سکتا ہے۔ یہ معلوم کرنا ہو تو یہ کتاب پڑھیے

امرت کنڈ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ بھگوان نے امرت اور زہر دونو بنائے ہیں زیادہ تر لوگ زہر پیتے ہیں اور پھر کراہتے اور چلاتے ہیں۔ امرت کے گھونٹ پینا چاہو۔ تو ’’امرت کنڈ‘‘ کا مطالعہ کرو۔

ذرا سا ۔ قیمت آٹھ آنہ:۔ ذرا ذرا سی غلطی لاپرواہی اور دکھ کیا مصیبت لاتی ہے اور ذرا ذرا سی احتیاط اور خبرداری کیا بہار دکھاتی ہے۔ اس میں پڑھیے۔

آدرش گرہست قیمت ایک روپیہ۔ گرہست کو سورگ کیسے بنایا جائے۔ گرہست جیون کو سکھ کا بھنڈار کس طرح بنایا جائے۔ اس کتاب میں آپ کو سب ایسے گر ملیں گے۔

پریت سنہیے ’’ قیمت دس آنہ۔ نفاق اور دویش کتنا نقصان کرتے ہیں۔ پریم اور ملاپ کتنا لابھ پہنچاتے ہیں انکا پورا حال ابھی پڑھیے

گیتا ٹیک
’’ جھٹک
’’ چٹک
’’ مٹک

قیمت فی حصہ ایک روپیہ

گیتا کی تعلیم روزانہ زندگی میں شامل کر کے جیون کو کیسے سکھی اور شانت بنائیں۔ ان کے مطالعہ سے بخوبی واضح ہو جائے گا۔

اے مسلم بھائی :۔ قیمت ڈیڑھ روپیہ۔ اسلام کی سچی تعلیم کیا ہے۔ قرآن شریف اور حدیث شریف زندگی کا معیار کیا بتاتے ہیں۔ اس میں دیکھئے۔

(ہندی):۔

شانتی منتر۔ قیمت ۱۲ر	جیون جیوتی قیمت ۵ر	ان کتابوں کے نام ہی انکے نفس مضمون کا اشارہ
آنند ستوتر قیمت ۴ر	ہمارے بچے ’’ ۵ر	
لاکھ لاکھوں کی ایک بات ’’ ۵ر	جیون آنند ’’ ۵ر جیون امرت ۵ر	

یہ تصانیف کتابیں دفتر رسالہ ’’ادم‘‘ اجمیری گیٹ دہلی سے مل سکتی ہیں منگوا کر لابھ اٹھائیے